آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

وسیلۂ جلیلہ

سے مانگنا جائز ہے؟

تحریر و ترتیب

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی (ایم۔اے اسلامیات)

ادارہ نجم الھدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد فون 0300 6661755

کتاب	:	کیا حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے
تحریر	:	حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی
		(ایم۔اے اسلامیات)
فرمائش	:	محترم جناب حاجی منشی محمد چراغ دین صاحب
پروف ریڈنگ	:	حافظ محمد اسماعیل خان
صفحات	:	160
تعداد	:	1100
قیمت	:	
کمپوزنگ	:	محمد اشفاق
ناشر	:	ادارہ نجم الھدیٰ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اوروں کو جو ملا ہے مقدر سے ملا ہے
ہم کو مقدر بھی تیرے در سے ملا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

اے پناہِ جہاں سلامٌ علیک — تکیۂ بیکساں سلامٌ علیک
منزلِ تو مقامِ اَوْ اَدنیٰ — گردِ راہ کہکشاں سلامٌ علیک
اے نسیمِ سحر زمورِ حقیر — باسُلیماں رساں سلامٌ علیک
من فتادہ بخاکِ کوئے تو ام — خُذْ یَدِیْ اے جواں سلامٌ علیک
لُطف فرما کہ ما شکستہ تریم — لُطف شایانِ شاں سلامٌ علیک
برہمہ آلِ پاک و اصحابش — فخر ہر دم بخواں سلامٌ علیک

ارمغانِ عقیدت از حضرت صاحبزادہ غلام فخرالدین مدظلہ العالی

سیال شریف

انتساب

بصد ادب و خلوص

صدق و حق

کی تلاش میں سرگرداں

اہل فکر

کے نام

ناچیز محمد زمان خان چشتی سیالوی
ادارہ نجم الھدیٰ
جھنگ روڈ فیصل آباد

سبب تالیف و اظہار تشکر و امتناں

☆ محترم قارئین کرام! محترم المقام جناب حاجی منشی محمد چراغ دین صاحب ایک روز تشریف لائے اور کہنے لگے۔ قبلہ حافظ صاحب! کیا حضور نبی کریم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا ناجائز ہے؟۔ میں نے حیرت سے پوچھا کیوں حاجی صاحب کیا بات ہے کہنے لگے۔ چینچل والا میں ہمارے عزیز رہتے ہیں آج میں نے جمعہ وہاں پڑھا تھا۔ وہاں مولوی صاحب نے اس قسم کی تقریر کی کہ کوئی واسطہ وسیلہ نہیں ہے۔ وسیلہ سے مانگنا شرک ہے' مشرک ایسا کرتے تھے اور جب میں حج پر گیا تو وہاں سے ہمیں بہت اعلیٰ قسم کا قرآن کریم کا ترجمے والا نسخہ ایک ایک انہوں نے دیا بطور تحفہ۔ اس میں بھی اس طرح جابجا وسیلہ سے منع کیا گیا ہے اور واسطہ کو شرک کہا گیا ہے۔ میں تو بہت پریشان ہوں اور الجھن میں ہوں۔ ذہن مذبذب ہے۔

☆ میں نے حاجی صاحب (موصوف) سے کہا حاجی صاحب! محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ جمیلہ سے مانگنا جائز ہے۔ قرآن و حدیث اور اقوال و ارشادات صالحین اور مخالفین کی چند عبارات سے سمجھایا اور وعدہ کیا کہ اس موضوع پر مفصل مدلل رسالہ لکھوں گا۔

☆ اس مدلل کتاب کی تالیف و تدوین' ترتیب و تنظیم' تکمیل و تشکیل' تشہیر و تدبیر' طباعت و کتابت و اشاعت میں جن جن مطابع و مکاتب نیز وہ تمام افراد و اشخاص جن سے علمی' ادبی' نظری' فکری' قلمی اور لسانی استمداد حاصل کی گئی ہے۔ بالخصوص محترم حاجی محمد چراغ دین صاحب اور جس جس نے کسی طرح سے بھی میری مدد کی ہے اور میرا ہاتھ بٹایا ہے وہ سب میرے قلبی اور دلی شکریہ و اظہار امتنان کے حق دار ہیں۔

☆ ناچیز ان سب معاونین کا ممنون و شکرگزار ہے ان سب کے لئے دعاگو اور اس سدا بہار سعادت پر ادارہ کی طرف سے اور اپنی طرف سے انہیں مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بطفیل محبوب کریم ﷺ ہم سب کو جزائے احسن سے نوازے۔

امین بجاہ سید المرسلین طہ ویسن ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

ناچیز حافظ محمد زمان چشتی سیالوی

تہدیہ

اس کی خدمت میں

-----------جس کی-----------

نگہ بلند' زبان ہوشمند اور دل دردمند ہے

-----------جس نے-----------

ایک ویران اور بے آب و گیاہ صحرا کو علم و حکمت کا لہلہاتا ہوا گلشن بنادیا-----------جس کے خوشہ چین-----------فضلاء' علماء' ادباء' فقہاء ملک کے گوشے گوشے پر ابر رحمت بن کر علم دانش کا نور برسا رہے ہیں۔

-----------جنہوں نے-----------

اپنے علم و عمل کے ذریعہ بہت سے گمراہوں کو صحیح راستہ دکھایا اور بے شمار بے عملوں کو متقی پرہیزگار بنایا۔

-----------جن کو دنیا والے-----------

اماالمناظرین' زبدۃ العارفین' تاج الفقہاء' استادالعلماء

حضرت علامہ محمد اشرف سیالوی مدظلہ العالی

کے نام نامی اسم گرامی سے موسوم کرتے ہیں۔

خاکپائے علماء

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

نذر عقیدت

اپنے والد گرامی کی خدمت اقدس میں --------
ان کی اس تربیت کے اعزاز و اعتراف میں -------- جس نے میرے دل میں
اللہ کریم -------- اور محبوب کریم ﷺ کی محبت کو راسخ کر دیا --------
اور
اپنی عظیم والدہ ماجدہ کے حضور --------
جنہوں نے یہ محبت اپنے دودھ کے ساتھ ہی مجھے ودیعت کر دی!
جزا دے تم دونوں کو اللہ کریم -------- بہترین جزا
اور اس کا اجر تمہارے میزان میں رکھے -------- اس دن -------- جس دن
نہ دولت نفع بخش ہو گی -------- اور نہ ہی اولاد --------!
اللہ کریم ان کا سایہ تادیر میرے سر پہ قائم رکھے۔

آمین بجاہ الکریم الامین سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

غبار راہ حجاز
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی
ادارہ نجم الہدیٰ فیصل آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

الحمد لله رب العلمين والصلوه والسلام على من كان نبيا و ادم بين الماء والطين خاتم النبيين قائد الغرالمحجلين و سيلتنا فى الدارين الى الله رب العلمين سيدنا و مولانا محمد و اله الطيبين واصحابه الطاہرينO

☆ محترم قارئین کرام! جس پر آشوب زمانہ سے ہم گزر رہے ہیں یہ مسلمانوں کے لئے نہایت ہی فتنوں اور آفتوں کا زمانہ ہے۔ آج بہت خوش نصیب وہ شخص ہے جس کا ایمان موجودہ ہواؤں سے بچ جائے۔ بدمذہبی اور بے دینی کی ایسی تیز آندھیاں چل رہی ہیں۔ جن سے سادہ لوح مسلمانوں کا ایمان خطرے میں ہے۔ اگرچہ اسلام میں نئے نئے فرقے پہلے بھی پیدا ہوتے رہے لیکن جو بیماری آج ہے وہ اس سے پہلے کے مسلمانوں میں سننے ہی میں نہ آئی تھی۔ آج ہر جاہل قرآن شریف کا مفسر بن گیا اور ہر بیہودہ آدمی بندگان دین اور ائمہ مجتہدین پر بکواس کر رہا ہے۔

☆ اسلام کے ایسے مسائل جن کے متعلق کبھی گمان بھی نہ ہو سکتا تھا کہ کوئی کلمہ پڑھنے والا ان کا انکار کرے گا۔ آج ان مسلم الثبوت مسائل کے منکر پیدا ہو گئے۔ انہی مسائل میں سے اللہ تعالیٰ کے پیارے اور مخلص بندوں کا وسیلہ ہے۔ ہر زمانہ میں ہر شخص وسیلہ کا قائل اور معتقد رہا۔ مگر آج وسیلہ کے منکر ہو گئے ہیں۔ جو دنیاوی مصیبتوں اور آلام میں حاکموں اور حکیموں کے پاس بھاگے اور مارے مارے پھریں۔ مگر انبیائے کرام اور اولیاء اللہ کے وسیلہ پکڑنے والوں کو مشرک و مرتد کہتے ہیں۔ ذرا خوف نہیں کرتے۔ خدائے تعالیٰ کا غضب جس شخص، جس قوم پر ہوتا ہے اسے اللہ تعالیٰ وسیلہ سے محروم کر دیتا ہے۔

☆ اور جن پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے انہیں اس کے پیاروں

کا وسیلہ نصیب ہوتا ہے۔ خوش نصیب بندہ اپنے گناہوں پر گریہ و زاری کرتا ہے اور بزرگوں کے وسیلہ سے گناہوں کے میل کو دل سے دھوتا ہے لیکن بدنصیب انسان اللہ کے پاک بندوں میں عیب نکالتا ہے اور ان سے دور رہ کر رب کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔۔ تمام فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو قرب الٰہی کا وسیلہ جان کر ان کے سامنے اپنا سر جھکا دیا۔ وہ مقبول بارگاہ رہے۔ شیطان نے بے وسیلہ والی لاکھوں عبادتیں کیں مگر حضرت آدم علیہ السلام کو وسیلہ نہ بنایا اور مردود بارگاہ الٰہی ہوا۔ مولانا رحمتہ اللہ فرماتے ہیں:

چوں خدا خواہد کہ راز کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں نہد
چوں خدا خواہد کہ مایاری کند
میل مارا جانب زاری کند

☆ بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی کی پردہ دری اور رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کی طبیعت میں پاک لوگوں کی طعنہ زنی میں رغبت پیدا کر دیتا ہے اور جب اللہ کریم نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے تو گریہ وزاری کی طرف طبیعت کو مائل کر دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے قائل کفار بھی ہیں۔ جانور اور بے جان لکڑیاں بھی مقبولان بارگاہ کو وسیلہ پکڑتے رہے ہیں۔ قرآن کریم فرما رہا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم پر غرق ہونے سے پہلے جوں اور مینڈک وغیرہ کے بہت سے عذاب آئے مگر جب عذاب آتا تھا تو وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ لئن کشفت عنا الرجز لنومنن لک ولنرسلن معک بنی اسرائیل اے موسیٰ علیہ السلام اگر آپ نے یہ عذاب ہم سے دور کر دیا تو ہم آپ پر ضرور ایمان لائیں گے اور بنی اسرائیل کو آپ کے حوالے کر دیں گے۔ مگر جب پھر ان کی دعا سے عذاب دور ہو جاتے ایمان نہ لاتے تھے۔ جب رب کو فرعونیوں کو ہلاک کرنا منظور ہوا تو موسیٰ علیہ السلام تک نہ پہنچے دیا بلکہ دریائے قلزم سے پہلے تو موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو صحیح و سالم نکال دیا اور پھر فرعون کو دریا میں پھنسا دیا اور بولا امنت

برب موسی و ہارون میں موسیٰ اور ہارون علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتا ہوں چونکہ وسیلہ درمیان میں نہ تھا ایمان قبول نہ ہوا اور ڈوب گیا۔

☆ کفار مکہ بھی ہر مصیبت یعنی قحط سالی وغیرہ کے موقع پر محبوب کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر دعا کراتے تھے۔ اونٹوں چڑیوں اور ہرنیوں نے مصیبت میں راحت جاں ﷺ سے فریادیں کیں۔ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمتہ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ؎

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد
ہاں یہی چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد
گلہ رنج و عنا کرتے ہیں

☆ بے جان کنکروں لکڑیوں نے راحت جاں ﷺ ہی کا وسیلہ اختیار کیا۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

نطق آب و نطق خاک نطق گل
ہست محسوس عوامل اہل دل
فلسفی گو منکر حنانہ است
از حواس اولیا بیگانہ است

☆ غرض کہ پاک بندوں کا وسیلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے کفار اور بے عقل مخلوق بھی قائل ہے مگر افسوس کہ ایسے ظاہر مسئلہ کے اب منکر ہوئے تو کون ؟ جانور نہیں۔ رام لعل دوار کا پرشاد کافر نہیں، بے علم مسلمان نہیں، بلکہ کلمہ پڑھنے والے فاضل دیوبند کہلانے والے، اسلام کے ٹھیکہ دار بننے والے، دیوبندی وہابی مولوی نے فقط انکار ہی نہیں کیا بلکہ ایسی ضد پر آئے کہ ان کے تمام وعظ جلسے مجلسیں اسی لئے وقف ہو گئیں۔ وسیلہ کے قائل مسلمانوں پر شرک و کفر

مزید تفصیل ہماری دیگر تصانیف (وسیلتنا فی الدارین، وسیلہ محبوب ﷺ، جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلے سے مانگو) کا مطالعہ فرمائیں۔

اور طغیان کے فتوے لگنے لگے۔ بتوں کے آیات پیغمبروں پر اور کفار کی آیات مسلمانوں پر چسپاں کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور مخلص بندوں کی شان میں ایسی گستاخیاں کرنے لگے کہ کبھی کفار کو بھی ایسی جرات نہیں ہوتی تھی۔ بعض سادہ لوح مسلمان ان کے جبہ و دستار دیکھ کر ان کے جال میں پھنس گئے اور یہ بیماری متعدی مرض کی طرح روز بروز بڑھنے لگی۔

☆ ایسا ہی معاملہ محترم حاجی چراغ دین صاحب کے ساتھ پیش آیا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا میں نے اس چیز کی کمی محسوس کرتے ہوئے یہ مدلل کتابچہ اور اسی موضوع کی دیگر کتابیں یعنی (وسیلہ محبوب ﷺ ' وسیلتنا فی الدارین اور جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلے سے مانگو) تحریر کرنے کا شرف حاصل کیا اللہ کریم بطفیل محبوب کریم ﷺ میری اس کاوش کو قبول فرما کر صدقہ جاریہ بنائے اور اسے میرے گناہوں کا کفارہ بنائے۔ جو مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں وہ میرے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ایمان پر خاتمہ نصیب کرے اور میرے گناہوں کے سیاہ دفتروں کو اپنی رحمت اور مغفرت کے پانی سے دھو دے کہ اسی امید پر میں نے یہ محنت کی ہے۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم و تب علینا انک انت التواب الرحیم و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ سیدنا محمد و الہ و اصحابہ اجمعین ○

امین ○ امین یا رب العالمین و یا اکرم الاکرمین بجاہ سید المرسلین طہ و یس ﷺ

امیدوارِ شفاعت محبوب کریم ﷺ
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی
ادارہ نجم الہدیٰ فیصل آباد

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم O امابعد O فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم O بسم الله الرحمن الرحیم O یا ایها الذین امنو اتقو الله و ابتغوا الیه الوسیلة و جاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون O

وسیلہ تلاش کرو:

"ترجمہ" اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اس کی بارگاہ میں پہنچنے کے لیئے وسیلہ تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح پا جاؤ زمانہ بہت ہی پر آشوب ہوتا جا رہا ہے۔ بعض ایسے واضح اور سامنے کے مسائل نظری بنتے جا رہے ہیں۔ جن مسائل کو سمجھنے کے لیئے کسی دلیل دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ آج ان کو سمجھانے کے لیئے دلیل کی ضرورت پڑ رہی ہے اور اگر زمانہ یونہی ترقی کرتا گیا تو کہیں ایسا دور نہ آ جائے کہ آگ میں حرارت ہے۔ لوگ کہیں دلیل دو۔ بڑی مشکل ہے نہ ہم خود جلنے کو تیار ہوں گے اور نہ انہیں جلائیں گے تو اب دلیل دیں تو کیسے دیں؟ تو عجیب زمانہ ہے ایسی باتیں جن کے ماننے کے لیئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں تھی کسی برہان کی ضرورت نہیں تھی، کسی حاجت کی ضرورت نہیں تھی۔ آج اس کے لیئے بھی دلیل مانگی جاتی ہے۔ برہان کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ حجت کی تگ و دو ہو رہی ہے۔ خیال رہے کہ عالم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک عالم امر دوسرا عالم خلق۔ ویسے مختلف جہتوں، مختلف اضافتوں مختلف حیثیتوں سے عالم کی تو بے شمار قسمیں ہیں۔ مگر میں جس جہت سے تقسیم کر رہا ہوں، جس حیثیت سے کر رہا ہوں۔ گزارش اس جہت سے عالم کی صرف دو قسمیں ہیں ایک ہے عالم امر اور دوسرا ہے عالم خلق۔ عالم امر اسے کہیں گے کہ رب کن فرمائے اور چیز ہو جائے نہ سبب نہ وسیلہ، نہ ذریعہ، نہ یہ، نہ وہ الغرض اس چیز کا وجود محتاج وسائل نہیں بلکہ رب تعالیٰ نے کن کہا اور چیز ہو گئی تو کن کہہ دینے سے جس چیز کا وجود ہو جائے وہ عالم امر کی چیز ہے عالم امر میں جو کچھ پیدا ہوا اس کا بھی خالق خدا ہی ہے

اور عالم خلق میں ہی جو کچھ پیدا ہوا اور جو کچھ ہو گا اس کا بھی خالق خدا ہی ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ وہاں کن کہہ کے پیدا کیا اور یہاں اسباب سے لگا دیا وہاں کن کہہ دیا' روح ہو گئی مگر خود روح والے کو یعنی جس کو روح والا بنانا ہے' رب تبارک و تعالیٰ نے کن کہہ کے نہیں پیدا کیا۔ دیکھو سیدنا آدم علیہ السلام کا مجسمہ کیا کن کہہ کر نہیں بن سکتا تھا۔ کن ہو جا مجسمہ تیار ہو جاتا مگر نہیں عناصر اربعہ کی ترکیب جاری ہے۔ مجسمہ تیار کیا جا رہا ہے۔ لاؤ مٹی لاؤ پانی' لاؤ آگ' لاؤ ہوا۔ اے فرشتو! اس کو گوندھو اور گوندھ کر مجسمہ تیار کرو۔ اتنی ضرورت میرے رب کے لئے نہیں تھی' قادر مطلق کے لئے نہیں تھی۔ مجسمہ آدم علیہ السلام کو وہ کن کہتا ہو جاتا مگر نہیں روح آدم عالم امر کی ہے اور مجسمہ آدم عالم خلق کا ہے اور دونوں کی تخلیق سے الگ الگ سنت الہیہ متعلق ہے۔

عالم اسباب: تو ہم کو کہاں رکھا گیا ہے۔ عالم وسائل میں رکھا گیا بتاؤ کوئی چیز ایسی ہے جو تمہیں بے وسیلہ مل سکتی ہے۔ دینے والا خدا ہے' رازق خدا ہے' مالک خدا ہے' ایک ہی دینے والا ہے' ایک ہی پیدا کرنے والا ہے' ایک ہی رزق دینے والا ہے مگر بتاؤ تمہارے منہ میں کوئی لقمہ بغیر وسیلے کے آسکتا ہے؟ کیا تمہاری ناک میں ہوا کا کوئی حصہ بغیر وسیلے کے آسکتا ہے۔ سوچو یہ عالم خلق۔ عالم خلق میں اگر ہم یہ کہیں کہ یہ اسباب و وسائل کی دنیا ہے' یہاں بغیر وسائل کے کوئی کام نہیں ہو سکتا اور کوئی کہے دلیل دو تو ہم یہی سمجھیں گے کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ دن ہے اور آپ کہتے ہیں کہ دلیل دو۔

☆ دوستو! ذرا سوچو کہ کس قدر واضح بات سمجھا رہا ہوں کہ یہ انسان سوچتا ہے تو دماغ کے ذریعہ سوچتا ہے' دیکھتا ہے تو آنکھ کے ذریعہ سے دیکھتا ہے' بولتا ہے تو زبان کے ذریعہ سے' بولتا ہے' سنتا ہے تو کان کے ذریعہ سے سنتا ہے' چلتا ہے تو پاؤں کے ذریعہ چلتا ہے' کام کرتا ہے تو ہاتھ کے ذریعہ کرتا ہے۔ یہاں عالم وجود میں آیا تو والدین کے ذریعہ آیا اپنی زندگی بچاتا ہے' تو آب و ہوا کے ذریعہ

اور حال یہ ہے کہ سارے ذرائع خدا نہیں ہیں بلکہ یہ سب غیر خدا ہیں۔ بایں ہمہ ان وسائل و ذرائع میں سے اگر کسی سے بے پرواہی برتو تو معاملہ گڑبڑ ہو جائے۔ اچھی طرح سے سمجھو کہ انسان کس قدر ذرائع استعمال کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کسی کی مخالفت کرتا ہے تو اپنی عقل کے ذریعہ کرتا ہے۔ یہاں تک کہ یہ محبوب کریم ﷺ کی علم کی نفی کرتا ہے تو اپنے ناقص ہی علم کے ذریعہ کرتا ہے۔

☆ جب میرے محبوب ﷺ کے اختیار کا انکار کرتا ہے تو غلیظ زبان اور اپنے اختیار کے ذریعے کرتا ہے تو معلوم ہوا کہ محبوب کریم ﷺ کو بے اختیار کہنے والے تجھے شرم آنی چاہیے کہ تجھے تو انکار کا اختیار ہے اور مالک دو جہاں ﷺ کو کچھ اختیار نہیں تو دیکھو تمام کام ذرائع سے ہو رہے ہیں مگر جب اس انسان سے کہا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچنا ہے تو کہتا ہے کہ اب ذریعہ نہیں چاہیے بلکہ اب تو ڈائرکٹ پہنچ جائیں گے۔ سارا کام ان ڈائرکٹ اور خدا تعالیٰ تک پہنچنا ڈائرکٹ۔

ڈائرکٹ اور ان ڈائرکٹ:

غور کیجئے! اگر کوئی چھت پہ جانا چاہے بغیر سیڑھی کے یعنی بغیر وسیلہ کے آپ ڈائرکٹ چھت پہ نہیں جا سکتے ہم دیکھتے ہیں کہ بالائی منزل پہ آنے جانے والے سیڑھی کے ذریعے اوپر نیچے آتے جاتے ہیں۔ سوچئے یہ معاملہ کیا ہے کہ معمولی سی بلندی پر جائیں تو بغیر ذریعے کہ نہ جا سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ تک بغیر ذریعہ پہنچ جائیں کیا کوئی ایسا شارٹ روٹ ہے؟ کوئی ایسا راستہ ہے کہ خدا تعالیٰ تک پہنچ جائیں مگر کوئی ذریعہ اختیار نہ کرنا پڑے؟ نہ رسول کا ذریعہ' نہ محبوب الٰہی کا ذریعہ' نہ خواجہ اجمیری کے در پر جانا پڑے' نہ غوث جیلانی و رحمۃ اللہ تعالیٰ کے در پر۔ واقعی اگر کوئی ایسا شارٹ روٹ ہے تو ہم بھی نہ چلیں ان کے ساتھ کیا ضرورت ہے۔ اتنا لمبا راستہ اختیار کرنے کی؟ پیر طریقت خواجہ محمد حمید الدین صاحب کے ذریعہ ہم جائیں گے تو یہ ہم کو کہاں کہاں لے جائیں گے کبھی بارگاہ

شہنشاہ نقشبند میں لے جائیں گے کبھی بارگاہ چشت میں' کبھی بارگاہ قادریت میں لے جائیں گے اور کبھی بارگاہ سہروردیت میں تو کہاں کہاں جانا پڑے گا' لہٰذا اگر ہمیں کوئی شارٹ راستہ مل جائے کہ نہ اجمیر جانا پڑے نہ لاہور' نہ بغداد جانا پڑے' نہ کربلا یہاں تک کہ گنبد خضریٰ کے لئے بھی شد رحال نہ کرنا پڑے تو یہ تو بڑا اچھا ہے نا' یہاں سے اٹھے وہاں پہنچے۔

☆ لوگ آج تیز رفتاری پسند کرتے ہیں۔ دیکھو! اب ٹرینیں چل رہی ہیں تو اب گدھوں پر کون سواری کرے گا! یوں ہی ہوائی جہاز کی موجودگی میں پرانی سواریوں کو کون پسند کرے گا؟ لہٰذا اگر واقعی ملک کے دانشوروں نے ملک کے عقلمندوں نے اور ملک کے علم والوں نے کوئی ایسا روٹ پالیا ہے تو اسے بتانا چاہیے کہ دیکھو یہ ایسا روٹ ہے جس سے تم خدا تک ڈائرکٹ جاسکتے ہو اس لئے کہ میں ابھی تک یہ نہیں سمجھ سکا کہ جب انسان معمولی بلندی پر ڈائرکٹ نہیں جا سکتا تو وہاں کیسے جا سکتا ہے؟ اچھا چلو! اس وقت کا تصور کرو' جب آپ کو چلنے پھرنے کا اختیار نہ ہو گا یعنی جب آپ کے ہاتھوں میں توانائی نہ ہو گی جب آپ کے پیروں میں طاقت نہ ہو گی۔ جب آپ کو چلنے پھرنے کا اختیار نہ ہو گا یعنی جب روح نکال لی جائے گی اب ایسے وقت میں آپ کو اپنے مکان سے قبرستان تک ایک سفر کرنا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایمان والوں کے کاندھے پر آپ جا رہے ہیں۔ دیکھئے نہلایا جا رہا ہے مگر دوسرے نہلا رہے ہیں۔ کفن پہنایا جا رہا ہے مگر دوسرے پہنا رہے ہیں۔ الغرض ایمان والوں کے کاندھے پر آپ وہاں پہنچ رہے ہیں۔ عزت و احترام کے ساتھ آپ کو اتارا جا رہا ہے تو میں یہ سوچنے لگا کہ یہ قبر کی منزل ہے۔ جب یہاں یہ انسان ڈائرکٹ نہیں آ رہا ہے تو یہ خدا تک ڈائرکٹ کیسے پہنچے گا؟ میں یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کتنا واضح ہے' مگر لوگ آج کہتے ہیں دلیل دو۔

ڈائرکٹ سفر کرنے کا ایک آسان روٹ:

میں آسان لفظوں میں آپ کو سمجھانا

چاہتا ہوں۔ میں نے ڈائرکٹ سفر کا ایک روٹ نکالا ہے۔ وہ سمجھا دوں بھئی محنت کریں گے، تو کیا نہیں ملے گا۔ ڈائرکٹ سفر کا ایک روٹ میں نے نکال ہی لیا۔ وہ کیا ہے؟ خیال فرمائیے مگر ڈائرکٹ سفر کا روٹ ہے جو خدا تک پہنچنے والا نہیں ہے۔ میں صرف سفر کی بات کر رہا ہوں۔ ایک سفر ایسا ہوتا ہے جو ڈائرکٹ ہوتا ہے آپ کہیں گے بھائی وہ کونسا سفر ہے؟ دیکھو جی نیچے سے جو اوپر جانا وہ زینے کے واسطے سے اوپر جانا ہے۔ زینے کا واسطہ نہ ملتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ رسی پھینکتا اور رسی کے واسطے سے جاتا کسی کے کاندھے کے واسطے سے جاتا، ہیلی کاپٹر کے ذریعے اڑ کر، الغرض نیچے سے اوپر جانے والا بے چارہ واسطہ اختیار کرنے پر مجبور ہے۔ اگر وہ چاہے کہ بغیر واسطہ وہ نیچے سے اوپر چلا جائے تو کبھی نہیں جا سکتا، بہت مجبور ہے ان کی لاچاری پر رحم آتا ہے ان کی بے کسی پر رحم آتا ہے۔ اگر کوئی صاحب اوپر ہوں اور انہیں وہیں سے دھکیل دیں تو وہ ڈائرکٹ نیچے چلے جاتے ہیں نہ زینے کی ضرورت ہے، نہ رسی کی ضرورت ہے، نہ ہیلی کاپٹر کی ضرورت ہے، نہ کسی اور کی ضرورت ہے یہ بھی ایک سفر ہے جو ڈائرکٹ ہوتا ہے تو اب بھی اگر کوئی کہے کہ میں واسطے سے سفر کر رہا ہوں۔ سمجھ لینا کہ نیچے سے اوپر جا رہا ہے، اس لئے کہ نیچے سے اوپر بغیر واسطہ کے کوئی جا ہی نہیں سکتا۔ اگر کوئی کہے میں تو ڈائرکٹ سفر کر رہا ہوں تو اس کو بھی جھٹلانے کی ضرورت نہیں ٹھیک کہہ رہا ہے۔ وہ یقیناً وہ اوپر سے نیچے جا رہا ہے۔ یہاں یہ ذہن نشین رہے کہ جو نیچے سے اوپر جا رہا ہے اس کی آخری منزل اعلی علیین ہے اور جو اوپر سے نیچے آ رہا ہے اس کی آخری منزل اسفل السافلین ہے۔ منزل بدل گئی۔ سفر کا انداز بدل گیا۔

☆ اعلی علیین عالم برزخ میں سب سے اونچے درجے کا نام ہے اور اسفل السافلین جہنم کے سب سے نیچے درجے کا نام ہے۔

☆ دیکھو! ایک مرتبہ ایک عجیب بات ہوئی۔ ایک صاحب نیچے سے اوپر چلے وہ جا ہی رہے تھے کہ ایک آواز آئی کہاں جا رہے ہو مت جاؤ۔ ایک صاحب

روکنے لگے مت جاؤ۔ نہیں نہیں صاحب میں تو جاؤں گا۔ یہ کہہ کروہ آگے بڑھنے لگے اس پر وہ روکنے والے دامن کھینچنے لگے۔ الغرض وہ آگے بڑھتے رہے اور یہ قدم پکڑتے رہے تو معلوم ہوا کہ یہ جوان ڈائرکٹ سفر کر رہے ہیں ان کی راہ میں رکاوٹ بہت ہے۔ ایک قدم بڑھایا اجمیر کی طرف سے آواز آئی مت جاؤ! خواجہ محبوب الٰہی کی طرف۔ مت جاؤ' سرکار لاہوری کی طرف بڑھے' مت جاؤ خواجہ اجمیری کی طرف چلے مت جاؤ' سرکار بغداد کی طرف چلے مت جاؤ معلوم ہوا کہ نیچے سے اوپر جو جا رہے ہیں اور زینے سے جا رہے ہیں ان کے لئے رکاوٹ بہت ہے جگہ جگہ رکاوٹ ہے مگر دوستو جب ایک شخص اوپر سے نیچے جا رہا تھا تو کوئی نہیں کہہ رہا تھا کہ مت جاؤ نہ کسی نے دامن پکڑا نہ ہاتھ تھاما' نہ بازو پکڑا۔ ارے کوئی تو جائے اس کے ساتھ مہربانی بھی کرے۔

☆ اسی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ خدا تک پہنچنے کا یہی راستہ ہے کہ بزرگوں کے واسطے پہنچا جائے اور اس صحیح راستے کو ابلیس خوب جانتا ہے لہٰذا وہ رکاوٹ ڈالتا ہے کہ اگر یہ چلنے والا اسی راستے پر چلتا رہا تو یقیناً خدا تعالیٰ تک پہنچ جائے گا اور یہ چھوڑ کے جا رہا ہے انہیں ابلیس نے بھی چھوڑ دیا۔ جاؤ کہاں جاؤ گے؟ وہیں تو جا رہے ہیں جہاں ہمیں بھیجنا تھا۔

وسیلے کی قسمیں:

دیکھا آپ نے خدا تعالیٰ تک بغیر وسیلہ نہیں پہنچ سکتے یہ مسئلہ کتنا واضح اور روشن مسئلہ ہے مگر کتنے غضب کی بات ہے کہ آج اسے دلیل کی روشنی میں سمجھانے کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ دیکھئے صاحب ایک ایک چیز اور خود انسان اسباب و وسائل میں بالکل جکڑا ہوا ہے۔ آؤ غور کریں اور پہلے سمجھیں کہ وسیلے کے لئے کتنی باتیں ضروری ہیں تو اس کے لیئے تین باتیں ضروری ہیں ایک وہ ہے جس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جائے۔ دوسرا جو وسیلہ بنائے اور تیسرا وہ ہے جس کو وسیلہ بنائے اب غور کیجئے۔ کسی اللہ کے محبوب کو میں نے وسیلہ بنایا تو یہ ہو گئے وسیلہ اور میں ہوا وسیلہ

چاہنے والا اور جس کی بارگاہ کا میں نے انہیں وسیلہ بنایا وہ بارگاہ وہ ہے جس میں وسیلہ بنایا' تو تین ہوئے کہ نہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ وسیلہ بنانے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ جس کی بارگاہ میں وسیلہ بنایا جا رہا ہے وہ بارگاہ ہماری نگاہ میں عظیم ہے۔ جہاں ہم جانے کی اپنے اندر صلاحیت نہیں پا رہے ہیں یا کوئی اور وجہ ہو جو ڈائرکٹ حاضری میں رکاوٹ ڈالتی ہو۔

☆ مثال کے طور پر ایک بادشاہ ہے اور ہم اس کے نافرمان ہیں تو نافرمان ہونے کی وجہ سے ہمیں خوف لگے گا ناکہ اگر بادشاہ سے کچھ ہم کہنے جائیں تو نافرمانی کی بنیاد پر کہیں وہ عتاب نہ نازل فرمائے' تو ہم کیا سوچیں گے کہ بادشاہ کے پاس جانا یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ چلو کسی ایسے سے ملا جائے جس کو بادشاہ بہت چاہتا ہو جس کی بات بادشاہ رد کرنا پسند نہ فرماتا ہو تو ہم نے سوچا یہ فلاں وزیر اعظم ہیں۔ چلو ان سے ملا جائے مگر سوچا ان سے بھی تو کوئی راہ و رسم نہیں ہے۔ اچھا تو کسی ایسے کو تلاش کرو۔ جس سے ہمارا تعلق ہے اور اس کا وزیر اعظم سے تعلق ہے۔ اب اس تلاش میں ہو سکتا ہے کہ لائن لمبی لگ جائے اور ہو سکتا ہے کہ وہی ایک آدمی سے کام چل جائے مگر یہاں ایک ایسے کی تلاش ہے جو ہمارے گناہوں اور جرموں سے نظر اٹھائے اور ہم جس کے گنہگار ہیں اس کی بارگاہ میں سفارش کرے۔ یہ درست ہے کہ ہم جس کی بارگاہ کے گنہگار ہیں۔ اس کے رحمان و رحیم ہونے میں کوئی شبہ نہیں اس کی رحمت کی کوئی انتہا نہیں مگر وہ قہار و جبار بھی ہے۔ اس کے قہر و غضب کی بھی کوئی انتہاء نہیں لہٰذا ہمیں کسی ایسے کی تلاش ضرور کرنی پڑے گی جو ایسا رحیم و کریم ہو کہ ان جرموں اور گناہوں کے باوجود ہمیں اپنے دامن میں پناہ دینے کے لئے تیار ہو راضی ہو اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اس کا اعزاز بارگاہِ خداوندی میں اتنا ہو کہ جب وہ کچھ کہے تو رب کریم اسے راضی کر دے' تلاش کرو' تلاش کرنا پڑے گا تو ایک بیچ والے کی تلاش ہمیشہ رہتی ہے جس کا تعلق ادھر سے بھی' ادھر سے بھی۔ معلوم ہوا کہ

راہ و رسم بنانے میں چاہے کئی منزلیں کیوں نہ ہو جائیں مگر اس کے بغیر چارہ نہیں دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے محبوب کریم ﷺ کو راضی کیا۔ تابعین نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو راضی کیا، تبع تابعین نے تابعین کا راضی کیا ائمہ مجتہدین نے ان کو راضی کیا تو یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے ایسے ہی تیرہ صدیاں گزر گئیں تو اب لائن تو لمبی ضرور ہو جائے گی مگر ہمیں اس سلسلہ رحمت کی کسی ایک کڑی سے واسطہ قائم کرنا پڑے گا، رابطہ قائم کرنا پڑھے گا، نسبت قائم کرنی پڑے گی۔ اس لئے کہ اگر ہم نے ان سے کوئی نسبت قائم نہیں کی تو پھر سفارش کس بنیاد پر کریں گے؟ کیوں سفارش کریں گے؟ بس میں یہی عرض کر رہا تھا کہ کم سے کم تین کی ضرورت ہے ایک ہے سفارش کرانے والا اور ایک وہ ہے جو سفارش کرے اور ایک وہ ہے جس کی بارگاہ میں سفارش کی جائے۔ جب ہم خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی وسیلہ بنائیں گے تو بتاؤ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں خدا تعالیٰ ہی کو وسیلہ بنائیں گے؟ آپ کہیں گے نہیں خدا تعالیٰ وہ ہے جس کی بارگاہ میں وسلیہ بنائیں مثلاً" محبوب کریم ﷺ وہ ہیں جن کو ہم نے وسیلہ بنایا ہم وہ ہیں جو وسیلہ بنانے والے ہیں۔ چلیے! محبوب کریم ﷺ کو نہ بنائیے آپ اپنے عمل کو بنائیے اور کہہ دیجئے کہ ہمارا عمل ہمارا وسیلہ ہے ہماری نماز وسیلہ ہے ہمارا حج وسیلہ ہے۔ ہمارا روزہ وسیلہ ہے۔ ہمارے اعمال خیروخیرات وسیلہ ہیں۔ ہمارا زکوۃ دینا وسیلہ ہے۔ ہمارے نیک اعمال وسیلہ ہیں۔ بہرحال ٹھیک ہے ہم اس وقت یہ نہیں کہہ رہے ہیں آپ کس کو وسیلہ بنائیں مگر اتنا تو یقین کے ساتھ معلوم ہو گیا کہ چاہے تم کسی کو بھی وسیلہ بناؤ مگر وہ وسیلہ خدا نہیں بلکہ غیر خدا ہی ہے۔ اسلام کو وسیلہ بناؤ تو اسلام کا نام خدا نہیں ہے، نماز کو بناؤ تو نماز بھی خدا نہیں ہے، روزہ کو وسیلہ بناؤ تو روزہ بھی خدا نہیں ہے، حج کو وسیلہ بناؤ تو حج بھی خدا نہیں ہے زکوۃ کو وسیلہ بناؤ تو زکوۃ بھی خدا نہیں ہے، اعمال خیروخیرات کو وسیلہ کو بناؤ تو یہ بھی خدا نہیں ہے، کسی پیغمبر کو وسیلہ بناؤ تو یہ بھی خدا نہیں ہے وسیلہ تو تمہیں بنانا ہے جس چیز کو چاہو

بنالو مگر بہرحال یہ بات یقینی ہے کہ وسیلہ غیر خدا ہی ہے خدا نہیں ہے۔ بہت ہی صاف بات ہے بہت ہی روشن بات ہے اچھا ہم تھوڑے ہی یہ ضد کر رہے ہیں کہ ہم جس کو وسیلہ بناتے ہیں آپ بھی اس کو بنائیے ہم کہتے ہیں کہ جس کو بھی چاہو گے اپنی سمجھ کے مطابق اپنی دانائی کے مطابق' مگر وسیلہ تو غیر خدا ہی ہو گا جب وسیلے کی تشریح شروع ہو گئی تو کسی نے کہا وسیلے سے مراد اسلام ہے' وسیلے سے مراد محبوب کریم ﷺ بھی ہو سکتے ہیں' وسیلے سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں' وسیلے سے مراد اہل بیت ہیں' وسیلے سے مراد علمائے ملت اسلامیہ ہیں' وسیلہ سے مراد اولیائے کرام ہیں' وسیلہ سے مراد اعمال صالحہ ہیں تو اب وسیلے سے مراد اسلام ہو چاہے اعمال صالحہ ہوں۔ چاہے بزرگان دین ہوں چاہے اہل بیت ہوں' چاہے صحابہ ہوں' چاہے ائمہ مجتہدین ہوں چاہے سلف صالحین ہوں۔ الغرض آپ نے جس کو بھی وسیلہ بنایا وہ غیر خدا ہی ہو گا وسیلہ کیا کرتا ہے وسیلہ کا کام کیا ہے؟ تو وسیلہ سفارشی ہوتا ہے تو اب اگر کوئی اس طرح کا عقیدہ بنائے کہ غیر خدا کو وسیلہ و سفارشی نہیں بنایا جا سکتا' تو میری سمجھ میں نہیں آتا وہ وابتغوا الیه الوسیلة کا کیا ترجمہ کرے گا اور کیا مطلب بتائے گا۔

وسیلہ قرآن عظیم میں:

اللہ کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔ وسیلہ سے کیا مراد ہے اس سلسلے میں میں نے اقوال مفسرین آپ کے سامنے رکھ دئے مگر تمام مفسرین کے کلام کو دیکھنے کے بعد جو معنی میرے ذہن میں آیا ہے اب اسے عرض کر رہا ہوں۔ اس آیت کریمہ کے الفاظ پر غور کرو۔ یاایها الذین امنو اتقو الله اے وہ لوگ! جو ایمان لا چکے تو معلوم ہوا خطاب ہے ایمان والوں سے۔ اب وسیلے سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا اس لیئے کہ اگر وسیلہ سے مراد ایمان ہوتا تو پھر اسے تلاش کرنے کا حکم ایمان والوں کو نہ دیا جاتا بلکہ اس صورت میں خطاب ان سے ہوتا جو ایمان سے خالی ہیں اس لیئے کہ جو ایمان لا چکا تو اب وہ ایمان کیا تلاش

کرے الغرض اس آیت میں وسیلے سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا۔ واتقوا اللہ اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی نافرمانی مت کرو اور اس کے احکام کی اطاعت کرو یہی تو تقویٰ ہے نا۔ تو دیکھو واتقوا اللہ میں تقویٰ میں سارے اعمال صالحہ آ گئے۔ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی عمل نہ کرے اور متقی ہو جائے تو تقویٰ میں اعمال آ گئے۔ المختصر یا ایھا الذین امنو میں ایمان آ گیا واتقوا اللہ میں اعمال آ گئے اور جاھدو فی سبیلہ میں جہاد آ گیا اس طرح جہاد کا ذکر بھی الگ کر دیا گیا تو اب وسیلہ کا کیا معنی ہے؟ بتاؤ اور ایسا معنی جو نہ ایمان ہو' نہ اعمال ہوں' نہ جہاد ہو اس لیئے کہ ان سب کا ذکر تو الگ الگ ہو ہی چکا ہے تو اب بتاؤ وسیلے سے کیا مراد ہے؟ تو یہی کہو گے کہ آمنو میں ایمان کا ذکر آ گیا' تقویٰ میں اعمال کا ذکر ہو گیا اور جاھدوا میں جہاد کا ذکر ہو گیا اب وسیلے سے مراد ایمان نہیں ہے۔ جان ایمان ہے یعنی ایمان کا دینے والا ہے۔

☆ الغرض ظاہر ہو گیا کہ یہاں وسیلے سے مراد جان ایمان یعنی ایمان کا دینے والا ہے' وسیلے سے مراد اعمال صالحہ کی تعلیم دینے والا ہے' اعمال صالحہ کو سکھانے والا ہے' وسیلے سے مراد جہاد کا ڈھنگ بتانے والا ہے اور بتاؤ وہ کون ہیں تو یہی جواب ہو گا کہ وہ ہیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کا معنی اب یہ ہو گیا کہ اے ایمان والو' تقویٰ والو! تم ایمان لائے بہت اچھا کیا تم نے تقویٰ کی زندگی اختیار کی بہت بہتر کیا تم نے جہاد اپنا لیا' بہت اچھا کیا مگر اب سب کچھ کر کے محبوب دو جہاں ﷺ کو وسیلہ بھی بناؤ تاکہ بارگاہ قرب تک پہنچ بھی سکو۔

حیات رسول کی قسمیں:

اچھا یہ تو آیت کا مطلب ہو گیا اور یہ مطلب میں یوں ہی نہیں بتا رہا ہوں' بلکہ محبوب کریم ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا اور آپ ﷺ سے توسل کیا گیا۔ اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے یہ ذہن نشین فرمالیجئے کہ محبوب کریم ﷺ کی حیات کی تین

قسمیں ہیں۔ پہلی ہماری نگاہوں میں آنے سے پہلے کی زندگی' دوسری جب ہمارے پاس تشریف لے آئے اس وقت کی زندگی اور تیسری جب نگاہوں سے روپوش ہو گئے اس وقت کی زندگی۔ تین زمانے ہو گئے نا۔ زمانے کی تقسیم کرلیں ایک زمانہ جب کہ نور محمدی ﷺ نے ابھی جامہ بشریت نہیں پہنا تھا۔ دوسرا زمانہ وہ جبکہ نور محمد ﷺ جامہ بشریت پہن کر بشرکی اور انسانوں کی ہدایت کے لیئے ہماری نگاہوں کے سامنے آیا۔ تریسٹھ سالہ زندگی پر مشتمل ہے اور تیسرا زمانہ وہ جبکہ ہماری نگاہوں سے محبوب دو جہاں ﷺ روپوش ہو گئے تھے تو میں ہر ہر زمانے کو الگ کر کے بتاؤں گا کہ ہر زمانے میں راحت جاں ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا اور اب اس کے بعد چوتھا زمانہ تمہیں ملے گا ہی نہیں کہ وسیلہ نہ بناؤ۔

☆ اب دیکھو! میرے محبوب ﷺ کا ظہور بھی نہیں ہوا ہے۔ نور مصطفےٰ ﷺ ابھی جامہ بشریت میں نہیں آیا ہے۔ پہلے کا حال سنیں۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے ایک بھول ہو گئی اس بھول کو شریعت کی زبان میں زلت کہا گیا ہے۔ اس زلت کو یاد رکھنا' اس کو ضلالت نہ کہنا اس کو گمراہی نہ کہنا' زلت جانتے ہو کیا ہے؟ بلا ارادہ بلا قصد اگر کوئی بھول ہو جائے تو وہ زلت ہے جس کو کہتے ہیں پھسل جانا۔ ہمارے یہاں کہتے ہیں پھسل گئے کیا مطلب؟ آپ دریا کے کنارے چل رہے تھے۔ ٹہلنے کے لیئے' پھسل کر دریا میں چلے گئے تو کیا یہ کہا جائے گا کہ غسل کا ارادہ تھا اور اگر یہی عمل غسل کے ارادے سے ہوتا تو بات کچھ اور ہوتی مگر بلا قصد و ارادہ ہوا۔ لہٰذا اسے زلت کہا جائے گا اور حضرت آدم علیہ السلام تو خود بھی نہیں پھسلے فازلھما الشیطٰن شیطان نے پھسلا دیا اس کو ایسا سمجھئے کہ راستہ تو اچھا تھا' صاف تھا ایک صاحب نے اسے چکنا بنا دیا کہ ادھر ہی سے قاری صاحب روز گذرتے ہیں آج گزریں تو پھسل جائیں۔ ہوا بھی ایسا ہی قاری صاحب ادھر سے گزرے اور پھسل گئے تو اب اس وقت کیا کہا جائے گا یہی نا کہ پھسلے تو قاری صاحب مگر فلاں نے پھسلا دیا۔ جس نے راستے کو چکنا بنا دیا' جس نے پھسلنے کے

اسباب پیدا کر دیئے حضرت آدم علیہ السلام نے ندامت و شرم کے مارے آسمان پر نظر اٹھانا چھوڑ دیا۔

جن کا رتبہ ہے ان کو سوا مشکل ہے

☆ وہ بڑے مرتبے والے ہیں یاد رکھو! سیدنا آدم علیہ السلام کی طرف جس زلت کا انتساب کیا گیا ہے وہ ان کے مقام اور ان کی منزل کے اعتبار سے ہے اس لئے کہ جس کو ان کے لئے زلت کہا گیا ہے وہ تمہارا بڑے سے بڑا متقی بھی نہیں کر سکتا۔ اچھی طرح سے اس بات کا خیال رہے۔

جن کا رتبہ ہے سوا ان کو سوا مشکل ہے

☆ خیر انہوں نے دعا کی۔ مختصراً" عرض کروں گا' واقعہ نگاری نہ کروں گا' دعا میں انہوں نے میرے محبوب ﷺ کا واسطہ دیا اور کہا الہ العالمین اے اللہ کریم میں اس کی ذات کا وسیلہ دے کر معافی اور مغفرت چاہتا ہوں۔ جس کا نام نامی اسم گرامی محمد (ﷺ) ہے۔ اے اللہ! مجھے معاف فرمادے بحق محمد (ﷺ)

☆ سوال ہوا! یہ حدیث جو ہے حاکم و بیہقی' دونوں نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اسے بھی یاد رکھیے گا۔ اللہ کریم نے ارشاد فرمایا اے آدم! تو نے محمد (ﷺ) کو کیسے جان لیا؟ تو حضرت آدم علیہ السلام نے معروضہ پیش کیا کہ جہاں میں نے دیکھا لا الہ الا اللہ وہاں پایا محمد رسول اللہ عرش کے پائے پر' عرش کے سینے پر' جنت کے اوراق پر' جنت کے دروازں پر' حوروں کی آنکھوں پر' تو میں نے سمجھ لیا کہ یقیناً یہ کوئی محبوب بندہ ہے جس کے نام کو تو نے اپنے نام کے ساتھ لگا لیا ہے تو رب کریم نے ارشاد فرمایا:

صدقت یا ادم انہ لا حب الخلق الی اما اذا سالتنی بحقہ فقد غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک وما غفرتک

اے آدم تو نے صحیح کہا جس کا تو نے وسیلہ دیا ہے وہ تمام مخلوق میں میرے نزدیک بہت زیادہ محبوب ہے اور جب تو نے سوال کر دیا ہے تو اس کے وسیلے سے میں

نے تجھے معاف کر دیا اور اے آدم سنو! اگر ان کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے پیدا ہی نہ کرتا۔ معافی کا سوال کیا تھا؟

محبوب کریم ﷺ کے میلاد سے اختلاف:

لولاک لما خلقت الافلاک اے محبوب ﷺ اگر تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا لولاک لما خلقت الدنیا اے محبوب ﷺ! اگر تجھے پیدا کرنا نہ ہوتا تو میں دنیا ہی کو پیدا نہ کرتا۔ اسی لیئے میں کہتا ہوں۔ دوستو! محبوب ﷺ کا میلاد مقصود تھا۔ اس لیئے زمین کا فرش بچھا دیا۔ محبوب ﷺ کا میلاد مقصود تھا اس لیئے آسمان کا شامیانہ لگا دیا۔ محبوب ﷺ کا میلاد مقصود تھا' اس لیئے چاند سورج کے چراغ جلا دیئے۔ محبوب کا میلاد مقصود تھا۔ اس لیئے ستاروں کی قندیلیں روشن کر دیں۔ محبوب ﷺ کا میلاد مقصود تھا' اس لیئے آبشار کے نغمے جاری کر دیئے۔ محبوب ﷺ کا میلاد مقصود تھا اس لیئے دریا کو رواں دواں کر دیا۔ یہ گردش لیل و نہار کس لیئے ہے؟ یہ کائنات کے نقش و نگار کس لیئے ہے؟ یہ سب محبوب ﷺ کے میلاد کے لیئے جبھی میں عرض کرتا ہوں زمین بھی میلاد والی ہے' یہ آسمان بھی میلاد والا ہے' یہ چاند سورج بھی میلاد والے ہیں' اب اگر کسی کو محبوب ﷺ کے میلاد سے اختلاف ہو تو کم سے کم اس میلاد والی زمین کو چھوڑ دی اس میلاد والے آسمان کو چھوڑ دے۔

☆ تو سیدنا آدم علیہ السلام نے وسیلہ بنایا۔ یہ اس عہد کی بات ہے کہ ابھی نور محمدی ﷺ جامہ بشریت میں نہیں آیا تھا۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے بنایا سیدنا امام اعظم رحمتہ اللہ تعالیٰ خود ہی اپنی قصیدہ نعمانیہ کے اندر تشریح پیش کر رہے ہیں۔

انت الذی لما توسل آدم من زلۃ بک فازو ھوا باک

اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ کی شان وہ ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام نے آپ

کو اپنی مغفرت کا وسیلہ بنایا۔

در آں حالانکہ وہ آپ کے بظاہر باپ، مگر انہوں نے آپ کو وسیلہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرمادیا اور ان کی مغفرت فرمادی۔

وبک الخلیل دعا فعادت نارہ بردا وقد خمدت بنور بھاک

اے اللہ کے محبوب ﷺ حضرت خلیل علیہ السلام کے اوپر جو آتش کدہ نمرود گل کدہ بن گیا اس کی وجہ آپ ﷺ کا نور تھا جو پیشانی ابراہیم علیہ السلام میں چمک رہا تھا۔

☆ دیکھو! آگ اس لیئے جلائی تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خاکستر کر دیا جائے مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اطمینان پر قربان ؎

بے خبر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

☆ آج فیصلہ ہو گیا ادھر نار کے شعلے اٹھ رہے ہیں اور ادھر نور محمدی ﷺ کو لیئے حضرت ابراہیم علیہ السلام جا رہے ہیں۔ نار و نور کا جھگڑا شروع ہو گیا اور قدرت نے فیصلہ کر دیا کہ ساری دنیا نار بن جائے اسے گلزار کرنے کے لیئے ایک نور کافی ہے۔

ودعاک ایوب لضر مسہ فازیل عنہ الضر حین دعاک

اور اے اللہ کے محبوب ﷺ! حضرت ایوب علیہ السلام پر جب پریشانی آئی تھی تو انہوں نے بھی آپ کے وسیلے سے دعا کی تھی۔ یہ کس کے اشعار ہیں؟ یہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اشعار ہیں ان کے شعر کو شعر و شاعری نہ سمجھنا، وہ تو احادیث کا ترجمہ کر رہے ہیں تو خیر دوسرا کچھ کہے کم سے کم حنفی کو تو ماننا ہی پڑے گا۔

گذشتہ امتوں کا دستور: و کذاک موسی لم یزل متوسلا
بک فی القیامۃ یحتمی بحماک

اور اللہ کے محبوب ﷺ بھی ہمیشہ آپ کا وسیلہ پکڑتے رہے ہیں اور قیامت میں بھی وہ آپ کی حمایت کے طلبگار ہوں گے۔ اور یہی بات نہیں ہے دوستو! امت کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کتنی پیاری بات کہی ہے۔ یہ صحابی رسول ﷺ ہیں آج کے کسی انسان کی بات نہیں کر رہا ہوں۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لم تزل الامۃ تتباشربه و تستفتح به حتى اخرجه الله تعالى فى خيرامۃ وفى خيرترن وفى اصحاب وفى خيربلد

یعنی پہلے جتنی امتیں تھیں، ان کا دستور یہ تھا ان کا طریقہ یہ تھا کہ دشمنوں پر کامیابی میرے محبوب ﷺ کے واسطے سے مانگا کرتی تھیں اور یہ سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ محبوب کریم ﷺ سب سے اچھی امت میں، سب سے اچھے زمانے میں، سب سے اچھے اصحاب میں، سب سے اچھے شہر میں مبعوث فرمائے گئے۔

☆ یہاں پھر احادیث کے الفاظ یہ بھی بتا رہے تھے کہ یہودیوں کے مانگنے کا انداز کیا تھا کوئی تو یوں کہتا:

اللهم انصرنا عليهم بالنبى المبعوث فى اخر الزمان الذى نجده صفته فى التوراة

اے اللہ ہم کو کامیاب کر دے ان دشمنوں پر غالب فرما دے۔ اس نبی کے واسطے سے جو آخری زمانے میں مبعوث ہونیوالے ہیں اور جن کی یہ صفتیں ہم تورات میں پا رہے ہیں۔

☆ توریت میں جن کے یہ یہ کمالات اور اوصاف مذکورہ ہیں ان کے واسطے غالب فرما دے۔

اللهم انا نستنصرک بالنبى الامى ان تنصرنا عليهم

اور کوئی یوں کہتا: اے اللہ تجھ سے ہم نصرت طلب کر رہے ہیں اس نبی امی کے واسطے سے تو ہمیں ان کافروں پر غالب فرما دے۔

☆ تو دیکھو انبیاء اور انبیاء کا کلمہ پڑھنے والے سبھی دعائے نصرت کر رہے ہیں میرے محبوب ﷺ کے وسیلے سے ثابت ہو گیا کہ پہلے زمانے میں اور پہلے عہد میں محبوب کریم ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا قرآن کریم بھی اس پر شاہد ہے قرآن کریم نے بھی وضاحت فرمادی ہے' پہلے کی امت طلب فتح و نصرت نبی کے واسطے سے کیا کرتی۔ میں اس مقام پر پہنچا تو سوچنے لگا اے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والو! ذرا یہ بتاؤ کلمہ تم پڑھتے ہو۔ لا اله الا الله موسى كليم الله اور وسیلہ بناتے ہو۔ آخری نبی کو اے حضرت خلیل علیہ السلام کے چاہنے والو کلمہ پڑھتے ہو۔ لا اله الا الله ابراهيم خليل الله اور وسیلہ بناتے ہو آخری نبی ﷺ کو۔ تو امتی یہی کہیں گے ہمیں کیا معلوم ہمارے نبی نے یہی بتایا ہے اور ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ الغرض اس عہد میں میرے محبوب ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا ہے اس کے لئے کیا اتنی شہادتیں کم ہیں؟ انبیاء نے وسیلہ بنایا اور انبیاء کے علاوہ ان کے ماننے والے امتیوں نے اپنے نبی کے حکم سے میرے محبوب ﷺ کو وسیلہ بنایا تو یہ ایک عہد آپ نے سمجھ لیا اب دوسرا زمانہ آیا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس زمانے میں محبوب کریم ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا کہ نہیں؟ اس وقت یاد آ گئے حضرت عثمان ابن حنیف' حضرت عثمان ابی حنیف رضی اللہ عنہم کی روایت ہے خیال رہے کہ حضرت عثمان نام کے کئی صحابہ ہیں۔ مثلاً" حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ اور یہ ہیں حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ جو فرماتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ کی بارگاہ میں ایک نابینا آیا اور اس نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول آپ میرے لئے دعا کر دیجئے۔ عرض کرنے والے بھی تو صحابی رسول ﷺ ہیں نا اور رسول ﷺ کے پاس آئے ہیں کیا ایمان لانے کے بعد ابھی تک یہ توحید نہیں سمجھے؟ ارے بھئی ٹھیک ہے بینائی کے لئے دعا کرنی ہے تو کعبہ کیا دور ہے' دعا کرنے والے مسجد حرام میں جا کر دعا کرو' اے دعا کرنے والے مقام ابراہیم کے پاس دعا کر' ارے صفا اور مروہ کی مقدس چوٹی پر جا کر دعا کرو' مقامات

مقدسہ میں جا کر خدا تعالیٰ کو پکارو مگر نہیں صحابی رسول بارگاہ رسالت میں آرہے ہیں۔ حضور کام تو ہمارا ہے مگر زبان آپ کی ہے۔ آپ دعا کیجئے دیکھو وسیلہ بنا رہے ہیں؟ راحت جاں ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جس حال میں رکھا ہے' تمہارے لیئے اس میں بہتری زیادہ ہے تم چاہو تو یہی حال اچھا ہے تمہارے لیئے اور ویسے چاہو تو پھر دعا بھی ہو سکتی ہے تم کیا چاہتے ہو؟ کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے دکھانے والا کوئی نہیں ہے' مسجد تک لانے والا کوئی نہیں ہے' سرکار میرے لیئے آپ دعا فرما دیجئے تو راحت جاں ﷺ کے لیئے یہ بھی آسان تھا کہ لعاب دہن لگاتے ہی روشنی آجاتی۔ محبوب دو جہاں ﷺ کے لیئے یہ بھی آسان تھا کہ آنکھوں پر ہاتھ رکھ دیتے تو روشنی آجاتی۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی نکلی ہوئی آنکھوں کو حلقہ چشم میں رکھ کر آپ درست کر سکتے ہیں تو آپ ان کی آنکھوں کے ساتھ بھی ایسا سلوک فرما سکتے ہیں لیکن اگر محبوب کریم ﷺ لعاب دہن لگا دیتے تو یہ ایک واقعہ بن کر ہمارے پاس آتا اور ہم راحت جاں ﷺ کے اختیار کے آگے سر جھکا دیتے مگر ہمیں کیا تھا؟ راحت جاں ﷺ کو تو کچھ ہمیں بھی دینا تھا۔ اس لیئے راحت جاں ﷺ نے کہا اچھا ٹھیک ہے تو دعا چاہتا ہے' تو روشنی چاہتا ہے' تو جا خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں دو رکعت نماز پڑھ اور نماز پڑھنے کے بعد یوں دعا کرنا اب دعا کے الفاظ پر غور کرو۔ **اللھم انی اسلک واتوجه الیک نبیک محمد نبی الرحمة** رسول تعلیم دے رہے ہیں اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف اس نبی کے صدقے سے سوال کر رہا ہوں۔ اس نبی کے وسیلے سے جن کا نام محمد ﷺ ہے اور جو نبی رحمت ﷺ ہیں' جو رحمت والے نبی ﷺ ہیں' ان کے وسیلے سے بات مکمل تھی مگر ابھی دعا ختم نہیں ہوئی کہا دیکھ اتنا کہنا اور یہ کہنے کے بعد پھر یہ کہنا **یامحمد انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللھم فشفعه** جاؤ دو رکعت نماز پڑھوں کہاں پڑھیں! مسجد میں پڑھو' چاہے گھر میں

پڑھو' چاہے وہاں پڑھوں' اسی لیئے وہ پڑھنے والے مالک دو جہاں ﷺ کے سامنے ہی نہیں پڑھنے لگے تو راحت جاں ﷺ نے کہا جاؤ پڑھو اس کو اور وہ وہاں سے چلے گئے اور ارشاد کے مطابق دو رکعت نماز پڑھی پھر دعا مانگی کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ اور اس کے بعد (اے محمد ﷺ) میں متوجہ ہوتا ہوں آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف۔ ارے ابھی تو یا اللہ کہہ رہا تھا اور اسی دعا میں یا محمد ﷺ کہنے لگا کیا یہ اللہ کافی نہیں تھا جو یا محمد ﷺ کہنا پڑا اور اگر اس نے گھر سے پکارا ہو گا تو لفظ "یا" سے پکارا ہو گا دور والے کو پکارا ہو گا اور یہ سمجھ کے پکارا ہو گا کہ سن رہے ہیں

کیا رسول ﷺ کا وسیلہ ضروری ہے:

یا محمد ﷺ! یہ کیوں کہا؟ آج تو لفظ یا محمد سے لوگ گھبرا رہے ہیں' پریشان ہو رہے ہیں' لفظ "یا" نہ جیسے لفظ یا اژدھا ہے جو نگل لے گا۔ یہ لوگ لفظ یا سے اتنا گھبرا رہے ہیں۔ مگر رسول ﷺ نے تعلیم دی تھی کہ جہاں یا اللہ کہنا' اس کے بعد یا محمد ﷺ بھی کہنا اللھم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بک ابھی دعا کی طرف دھیان تھا اور اب محبوب ﷺ کو پکار رہا ہے اے محمد ﷺ! ہم آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔ اتنا کہنے کے بعد کیوں متوجہ ہوئے ہیں اے رسول ﷺ ہم اس لیئے متوجہ ہوئے ہیں تاکہ میری یہ حاجت اور میری یہ ضرورت آپ کے صدقے میں اللہ تعالیٰ پوری فرما دے۔ لتقضی لی تاکہ پوری کر دی جائے ہماری ضرورت پھر اس کے بعد ابھی رسول ﷺ سے اس سے باتیں ہو رہی تھیں نا پھر کیا اللھم فشفعه پہلا رخ اللھم دوسرا رخ یامحمد ﷺ تیسرا رخ اللھم تین رخ ہوئے نا پہلے یا اللہ پھر یا محمد ﷺ پھر یا اللہ۔ ذرا غور کرو تین رخ' ایک دعا میں تین خطاب' تین

لفظ 'یا۔ تو کیا بات ہے؟ یہ رسول ﷺ کو خطاب کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ دعا کرنے کے لیئے رسول ﷺ کا وسیلہ مانگنے کے لیئے یہ ضروری تھوڑی ہی ہے کہ رسول ﷺ کو خطاب کرو رسول ﷺ کا وسیلہ یہ بھی تو ہے کہ اے اللہ پاک اپنے حبیب پاک کے صدقے میں میرے اس کام کو پورا کر دے۔ وسیلہ ہو گیا مگر محبوب ﷺ کو خطاب کیوں کیا؟ سنو جی یہ دعا نہیں ہے ایک راز ہے جس کو صوفیا و مشائخ سمجھیں گے اس لیئے کہ جس وقت وہ اپنے خدا سے کہہ رہا ہے تو نبی کا واسطہ تو دے چکا اب رسول ﷺ کو مخاطب کر رہا ہے اے رسول ﷺ ہم بارگاہ خداوندی میں معروضہ پیش کر چکے اب آپ بھی اٹھائیے ہاتھ اے سرکار ہم تو معروضہ پیش کر چکے' اب آپ بھی توجہ فرمائیے اور جب توجہ کی بات ہو گئی تو سرکار ﷺ نے بھی اللھم فشفعه کہنے کی تعلیم دے کر واضح ارشاد فرمایا کہ جب تم مجھ سے خطاب کرو گے تو میں خدا کی بارگاہ میں سفارش کروں گا اور جب میں ادھر سفارش پیش کروں تو اللہ کریم سے یہ عرض کر کہ:

اللھم فشفعه۔ اللھم فشفعه۔ اللھم فشفعه یعنی اے اللہ! میں نے اپنے رسول کو مخاطب کر کے ان کو سفارش کے لیئے ہاتھ اٹھوا دیا ہے اور اب تو ان کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرمائے۔

عاصی خدا کے رسول سے مغفرت:

تو معنی یہ ہوا کہ جب تم رسول ﷺ کو بلاؤ گے تو آپ کا دست کرم اٹھ جائے گا تو بتاؤ جو وسیلہ بنایا گیا! اچھا صاحب چلئے اور آگے چلئے قرآن کریم میں ہے۔ **ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جائوک فاستغفرو الله واستغفرلھم الرسول لوجدوا الله توابا رحیماO** جنہوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تیری بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آکر خدا تعالیٰ سے دعائے مغفرت کرتے۔ مغفرت کرنی ہے خدا تعالیٰ نے اور آیئے رسول ﷺ کے یہاں باریکیوں کی طرف ذہن کو لے چلو۔ بات بہت ہی علمی سطح کی ہے نفسوں پر

ظلم ہم نے کیسے کیا! اپنے فرائض و واجبات و موکدات کو ادا نہیں کیا نفس پر ظلم کیا اے نفس پر ظلم کرنے والو یہ بھی نفس پر ظلم کرنا ہے اور ان کے سوا بھی نفس پر ظلم کرنے کی بہت ساری صورتیں ہیں مگر اے نفس پر ظلم کرنے والو' مغفرت چاہتے ہو تو سنو گنہگار تم خدا کے ہوئے' عاصی تم خدا کے ہوئے مگر آؤ محبوب کبریاء ﷺ کے یہاں معافی یہاں مانگو آؤ بارگاہ رسول ﷺ میں اچھا بارگاہ رسول میں آ کر گئے آ کر کیا کریں! خدا سے مغفرت چاہو! ارے خدا تعالیٰ سے مغفرت چاہنے کے لئے یہیں آنا تھا کیا ہمارے یہاں کی مسجد کافی نہیں ہے؟ کیا خانہ کعبہ کافی نہیں ہے خدا تعالیٰ کے یہاں مغفرت چاہنے کے لئے یہیں آنا ہے کیا؟ ہاں یہیں آؤ اچھا آ گئے اب خدا سے مغفرت چاہو چاہا۔ مگر نہیں ابھی بات ختم نہیں ہوئی ہے۔ واستغفرلهم الرسول رسول بھی تمہارے لئے دعائے مغفرت کریں۔ رسول ﷺ بھی تمہارے لئے مغفرت کریں تو پھر کیا ہو گا لوجدوالله توابا رحیما یعنی اگر تم دعائے مغفرت کرتے کرتے ناک رگڑتے رگڑتے پیشانی اور چہرے کو برابر کر دو اور رسول تمہارے لئے دعا نہ کریں تو خدا تعالیٰ تمہارے لئے تواب نہیں ہو گا خدا تمہارے لئے رحیم نہ ہو گا لہٰذا اے مغفرت کرانے والو! رسول سے ایسا رابطہ پیدا کرو کہ ادھر تمہارا ہاتھ اٹھے ادھر رسول کا ہاتھ اٹھے۔

☆ اور اس میں ایک نکتے کی بات یہ سمجھ آئی کہ خیال کیجئے جو خدا تعالیٰ کا گنہگار ہے وہ رسول ﷺ کا بھی گنہگار ہے اور جو خدا کا مطیع ہے وہ رسول کا بھی اطاعت شعار ہے تو جب تم گناہ دونوں کا کر رہے ہو تو معافی بھی وہاں مانگو جو دونوں کا در ہو۔ کعبہ صرف خدا کا در ہے' طور خدا کی بارگاہ ہے' صفا اور مروہ پر خدا کا آستانہ ہے تو اب ایسی جگہ آؤ جو دونوں کا چوکھٹ ہو' مسجد حرام صرف خدا کا گھر ہے۔ مسجد نبوی صرف خدا کا گھر کسی بھی مسجد میں چلے جاؤ صرف خدا کا گھر مگر آؤ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ پر یہ رسول کا بھی در ہے اور رحمت خدا کا بھی در ہے کہ جب تم دونوں کے گنہگار ہو تو معافی بھی دونوں سے مانگو۔

بخدا خدا کا یہی ہے در اور نہیں کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

انڈیا اور پاکستان والے: جب تم وہاں اللہ کریم سے معافی مانگو گے اور محبوب کریم ﷺ ہاتھ اٹھا دیں گے تو ظاہر ہو جائے گا کہ انہوں نے اپنے گنہگار کو معاف کر دیا جبھی تو ہاتھ اٹھایا اور جب یہ اپنے گنہگار کو معاف کر دیں گے تو لوجدو الله توابا رحیما تو اللہ تعالیٰ بھی تمہارے لیئے تواب ہو گا' تمہاری توبہ کو قبول کرے گا اور تمہارے لیئے رحیم ہو گا۔ یہاں ایک نکتے کی طرف اور میں ذہن لے جاؤں بات آ گئی تو عرض کر دوں وہ یہ کہ مدینے والوں کے لیئے تو بڑا اچھا رہا کہ جب ظلم کریں گے تو بارگاہِ رسالت میں پہنچ جائیں گے مگر پاکستان والے تو بڑی مشکل میں پڑ جائیں گے ظلم کرنے میں کمی نہیں اور بار بار پہنچنا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور بیچارے انڈیا والے اور پاکستان والے تو پھنسے رہیں گے ظلم کی کوئی رفتار' بے پناہ تیز روزانہ ظلم ہوتا ہے نہ جانے کیسے کیسے ظلم ہوتے ہیں کس قدر بد عنوانیاں ہماری زندگی کے اندر ہیں مگر بتاؤ بار بار ہم پہنچیں کیسے؟ کہ مغفرت ہو تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے
ان کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا

☆ تم اگر محبوب کریم ﷺ سے دور ہو تو تم نے محبوب دو جہاں ﷺ کو کیوں اپنے سے دور سمجھ لیا ہے؟ اگر دور سمجھو گے تو محروم رہو گے۔

☆ النبی اولی بالمومنین من انفسهم نبی مومنین کی جان سے زیادہ قریب ہیں تم چاہے اپنے کو دور سمجھو مگر تمہارا نبی تمہاری جان سے زیادہ قریب ہے اور میاں یہاں تو دل کی دوری دیکھی جاتی ہے اگر دل قریب ہے تو تم قریب ہوئے اور دل دور ہے تو تم بھی دور ہوئے۔ ابو لہب اور میرے محبوب کریم ﷺ کے گھر میں صرف ایک دیوار کا فرق تھا مگر ابو لہب کتنا دور تھا میں سمجھا

نہیں سکتا اور حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یمن میں تھے مگر کتنے قریب یہ بھی سمجھا نہیں سکتا۔

دل پہ دلدار کی ہر وقت نظر رہتی ہے
ان کی سرکار میں کچھ بھی نہیں نیت کے سوا

بارگاہ محبوب ﷺ میں بلانے کی حقیقت:

ایک تو جواب یہ ہے جسے صوفیانہ جواب کہا جائے گا اور دوسرا جواب وہ ہے جسے عالمانہ اور محققانہ کہا جائے گا جو عالموں کی صحبت کی برکت سے مجھے حاصل ہوا۔ دیکھو کیا کہا ولوانهم اذ ظلموا انفسم جائوک اے محبوب ﷺ تیرے پاس آئیں۔ ہے کوئی ایسی لغت جو جائوک کا ترجمہ کعبہ کر دے جائوک تیرے پاس آئیں، مسجد نبوی میں؟ اس کا ذکر یہاں نہیں، مسجد حرام میں نہیں بلکہ جائوک یعنی تیرے پاس مشدر حال کرنا پڑے گا ہر مغفرت چاہنے والے کو یہ کیوں؟ محبوب ﷺ کے پاس کیوں بلایا؟ غور فرمائیں اگر مسجد حرام میں بلایا جاتا بات ٹھیک تھی اگر کعبہ میں بلایا جاتا جب بھی بات بن جاتی۔ اگر صفا مروہ پر بلایا جاتا تب بھی بات ٹھیک تھی۔ اگر مسجد نبوی میں بلایا جاتا تب بھی بات ٹھیک تھی مگر مصیبت یہ تھی کہ اگر کعبے میں بلایا جاتا تو بغیر کعبہ گئے کام نہ بنتا۔ اگر مسجد حرام میں بلایا جاتا تو بغیر مسجد حرام گئے کام نہ بنتا اگر کوہ طور پر بلایا جاتا تو بغیر کوہ طور گئے کام نہ بنتا اس لئے کہ کوہ طور کا کوئی جانشین نہیں ہے، کعبہ کا کوئی خلیفہ نہیں ہے، صفا مروہ کا کوئی وارث نہیں ہے کوئی اس کا فرع نہیں ہے، کوئی اس کا خلیفہ اور جانشین نہیں ہے مگر وہاں گئے بغیر کام نہیں بن سکتا، مگر یہاں تو محبوب ﷺ کے پاس بلایا جا رہا ہے۔ جائوک اے محبوب ﷺ تیرے پاس آئیں تو اب بات سمجھ میں آئی کہ دیکھو کعبہ کا کوئی خلیفہ نہیں ہے مگر محبوب ﷺ کے نائبین سے دنیا بھری ہوئی ہے۔ محبوب ﷺ کے وارثین، رسول ﷺ کے جانشین ہر جگہ مرکز ہدایت بنے ہوئے ہیں۔ یہ اولیا

ملت اسلامیہ' یہ بزرگان دین محبوب کریم ﷺ کے سچے نائب ہیں تو ہمیں اشارہ یہ ملتا ہے کہ ارے ناوان! اگر اصل تک پہنچنے کی توفیق نہ ہو تو نائب سے کام بنا لے یہ نائب ہیں' یہ جانشین ہیں یہ وارث ہیں ابھی ابھی اصل اور خلیفہ کی بات سمجھ میں آئی نہیں۔ کہتے ہیں وضو اصل ہے اور تیمم اس کا خلیفہ ہے۔ کہتے ہیں نا! تیمم سے آپ کیا کام لیتے ہیں؟ جو کام وضو کا وہی کام تیمم کا۔ اگر وضو سے فرض پڑھتے ہیں تو تیمم سے بھی فرض پڑھو اور اگر وضو سے نفل پڑھتے ہیں تو تیمم سے بھی نفل پڑھ سکتے ہو۔ وضو سے اگر قرآن کریم چھو سکتے ہیں تو تیمم سے بھی چھو سکتے ہیں۔ الغرض جو کام وضو سے وہ کام تیمم سے جائز ہے وضو سے امامت کر سکتے ہو تو جو کام اصل کو نہ پانے کے سبب حاصل نہ ہو سکا وہ کام آپ نے خلیفہ سے حاصل کر لیا۔ اصل ہیں محبوب دو جہاں ﷺ اور خلفاء ہیں حضرت غوث جیلانی' سرکار لاہوری اور خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ تعالیٰ تو مطلب یہ ہوا کہ یہ رسول ﷺ کے نائب ہیں اور رسول ﷺ کے نائب ہونے کی حیثیت سے ان کا دَر درِ رسول ﷺ ہے اور وہاں جا کر دعائے مغفرت کرو گے اور پھر یہ نیابتہ دعا کریں گے تو یہ نائب رسول کی دعا ہو گی تو اب تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم غوث جیلانی کی درگاہ میں ہیں' بلکہ یہ سمجھ لینا کہ رسول ﷺ کے رحمت کے دروازے کے سامنے کھڑے ہیں۔

☆ جب عالم کے پاس بیٹھنا ان کے چہرے کی زیارت کرنا عبادت ہے اور نائب رسول سے مصافحہ کرنے میں رسول سے مصافحہ کرنے کا اجر ملتا ہے اس لیئے کہ نائب رسول سے اس کی نیابت کی بنیاد پر مصافحہ کرنا یہ خود رسول سے مصافحہ کرنے کا قائم مقام ہے نائب رسول کی درگاہ میں جا کر ہم دعائے مغفرت کریں گے اللہ سے مغفرت چاہیں گے اے اللہ کریم تو ہمیں معاف کر دے اور وہ اللہ تعالیٰ کا ولی رسول کی نیابت میں ہاتھ اٹھا کر دعائے مغفرت کرے گا تو گنبد خضریٰ سے رحمتیں برسیں گی تو اسی لیئے جائوک کہا اے محبوب آپ کے پاس آئیں اور

اگر جسمانی طور پر آپ پاس نہ پہنچ سکیں تو تیرے جانشینوں کے پاس جائیں، تیرے نائبوں کے پاس جائیں تیرے چاہنے والوں کے پاس جائیں اسی لیئے ہم کہتے ہیں دوستو یہ زمین جو ہے اولیائے کرام کے مزارات سے بالکل بھری ہوئی ہے اور بقعہ نور بنی ہوئی ہے۔ اسی لیئے کہ جب ہم ظلم بار بار کرتے ہیں تو ہمیں بار بار حاضر ہونا ہے تاکہ ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے رہیں ان کو گواہ بناتے رہیں اور ان سے دعا کی درخواست پیش کرتے ہیں۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ اور وسیلہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

جواب دو اس آیت کریمہ میں مغفرت کا وسیلہ محبوب ﷺ کو بنایا گیا کہ نہیں؟ کیا یاد نہیں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ کا وہ مشہور سوال اسئلک مرافقتک فی الجنۃ اے محبوب ہم آپ سے جنت کی رفاقت چاہتے ہیں بتاؤ جنت مانگی اور جنت کے لیئے نیز جنت میں محبوب ﷺ کی رفاقت کے لیئے حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہا نے محبوب ﷺ کو واسطہ بنایا یا نہیں بنایا؟ وسیلہ بنایا۔ صرف یہ تین واقعے ہی کافی ہیں اس بات کو سمجھانے کے لیئے میرے محبوب ﷺ کی حیات ظاہری میں وسیلہ بنایا گیا۔ پہلے بھی بنایا گیا بعد میں بھی بنایا گیا اور اب چلتے چلتے آخری بات بھی عرض کردوں اس لیئے کہ ؎

طوفان نوح لانے سے اے آنکھ کیا فائدہ ؟
دو اشک ہی بہت ہیں اگر کچھ اثر کریں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وسیلہ بنایا:

اثر کریں تو دو آنسو ہی کافی ہیں اور نہ اثر کریں تو رات بھر کا رونا بے کار ہے اسی لیئے اب میں تیسری بات پر آپ کی توجہ چاہوں گا۔ دیکھو بس صرف چند واقعات چند معتبر کتابوں سے آپ کو سمجھانے کی کوشش کروں گا۔ راحت جاں ﷺ ہماری نگاہوں سے روپوش ہو رہے ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کا مقدس سراپا ابھی ہماری نگاہوں کے

سامنے ہے۔ روح مبارک ایک آن کے لئے بتقاضائے کل نفس ذائقۃ الموت نکالی جا چکی ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مبارک بارگاہ میں حاضر ہیں اور پھر چہرہ مبارک کو دیکھ کر کیسی پیاری بات کہتے ہیں۔ ان الفاظ کو یاد کرلو۔ ولو انک کان اختیار یا لجدنا لموتک بالنفوس

☆ اگر آپ کی موت کا عوض کچھ ہمارے اختیار میں ہوتا تو ہم اس حال کو دیکھنے کے لئے راضی نہ ہوتے اور اپنے آپ کو قربان کر دیتے۔ اذکرنا عند ربک یا محمد ولتکن من بالک اے محمد ﷺ اپنے رب کے یہاں ہمیں نہ بھولنا ہمیں فراموش نہ کرنا۔ اذکرنا عند ربک اپنے رب کے حضور ہمیں یاد کرنا، ہمارا ذکر کرنا، ہمیں فراموش نہ کرنا۔

☆ ذرا غور کیجئے! حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مالک دو جہاں ﷺ سے کیا کہہ رہے ہیں؟ کس سے خطاب کر رہے ہیں؟ کس کو پکار رہے ہیں بعض لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ روح نکلنے کے بعد اب یہ ہمارے کسی کام کے نہیں مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ عقیدہ دے رہیں ہیں کہ جس اسلام کو ہم نے اس محبوب ﷺ سے پایا، اس اسلام کا عقیدہ یہ ہے کہ محبوب ﷺ یہاں پر بھی ہمیں کام دے رہیں ہے اور محبوب ﷺ ہی وہاں بھی کام دیں گے۔ اذکرنا عند ربک یا محمد اے محمد ﷺ اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارا ذکر کرنا ہمیں فراموش نہ کرنا، ہمیں اپنے دل سے نہ نکالنا، اچھا ذرا ٹھہر کر ایک سوال کا جواب دو کہ جب محبوب کریم ﷺ کی روح نکالی گئی تو فرشتوں نے رکھی کہاں ہوگی؟ جب رکھنے کا وقت آیا ہوگا تو رکھی کہاں ہوگی۔

☆ ذرا سمجھ کے بتانا دیکھو! جیسے مقام کی روح ہوئی ہے ویسے ہی مقام کی جگہ بھی ہوگی۔ اب تلاش کرو کہ محبوب ﷺ کی روح کے مناسب اس کائنات میں جگہ کون سی ہے آپ کہیں گے جنت۔ بڑے محبت کی بات کی آپ نے واقعی سوچا تو دور تک "جنت" مگر جنت تو شہنشاہ کائنات ﷺ کے غلاموں کے رہنے کی

جگہ ہے' آپ کہیں گے عرش۔ عرش سے اونچا تو کچھ نہیں ہے نا۔ اس کے بعد پھر مکان' مکانیات کا سلسلہ ختم تو میں کہوں گا عرش پر تو محبوب کریم ﷺ گئے اب روح وہیں رکھو گے اب تلاش کرو کہ وہ کونسی جگہ ہے جو روح رسول ﷺ کے لیئے مناسب ہو تلاش کرو خوب پوری دنیا میں پوری کائنات میں تلاش کرو تو تلاش کرو گے اور صرف تمہیں کیا اگر کسی فرشتہ کو بھی اختیار دے دیا جائے کہ تلاش کرو کائنات میں وہ کونسی جگہ ہے! جہاں روح محمدی ﷺ کو رکھا جائے! تو جانتے ہو' حضرت ملک الموت کیا عرض کریں گے۔ یا الٰہی یہ جس جسم میں تھی' وہی اس کی جگہ ہے اس سے بڑھ کر کوئی جگہ ہے ہی نہیں اور میں دلیل کی روشنی میں عرض کر رہا ہوں' اس لیئے کہ شامی فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے۔ اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس وقت محبوب دو جہاں ﷺ جہاں آرام فرما رہے ہیں اور زمین کا جو حصہ راحت جاں ﷺ کے جسم مبارک سے لگا ہوا ہے وہ خاک کے ذرے کعبے سے بھی افضل ہیں اور عرش سے بھی افضل ہیں' تو جب وہ خاک کے ذرے کعبہ سے افضل ہیں اور عرش سے بھی افضل ہیں تو روح محمدی ﷺ کو کیا عرش پہ رکھو گے؟ وہاں رکھنا ہے تو ان کے ذروں کو رکھ دو۔

عہد فاروقی میں وسیلہ:

تو بس یہی جواب ملا' اسی لیئے علماء فرماتے ہیں روح نکالی' قانون فطرت پورا ہو گیا۔ کل نفس ذائقۃ الموت والی بات پوری ہو گئی اور اب اسی جسم کو اسی روح کا برزخ بنا دیا گیا اور اسی جسم میں وہ روح ڈال دی گئی تو میرے محبوب ﷺ کو وہی حیات جسمانی حاصل ہو گئی جو یہاں حاصل تھی اسی لیئے دیکھو پوچھنے والا کہہ رہا ہے۔ اے رسول ﷺ! آپ ہمیں یاد کیجئے گا تو غور فرمائیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وسیلہ بنایا کہ نہیں بنایا؟ یہ دیکھو بلال ابن حارث رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان کے متعلق میں آپ کو بتاؤں۔

☆ ایک مرتبہ عہد فاروقی میں قحط پڑ گیا۔ بارش ہی نہیں ہو رہی تھی تو جب

بارش نہیں ہوئی تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ بارگاہ رسالت میں پہنچے۔ میں ایک صحابی کا عمل بتا رہا ہوں۔ پہنچ کر عرض کرتے ہیں اے اللہ کے محبوب ﷺ آپ کی امت پریشان ہے بارش نہیں ہو رہی ہے۔ دعا فرمائیں تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ خود بھی کر سکتے تھے مگر وسیلہ بنایا یا نہیں؟ اور اس کے بعد راحت جاں ﷺ نے دیدار سے مشرف فرمایا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خوشخبری سنائی اور فرمایا عمر کو جا کر میرا سلام کہنا۔ ذرا سختی میں کچھ نرمی کا پہلو بھی اختیار کریں میں سوچنے لگا اللہ کے محبوب ﷺ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب پیغام پہنچانا چاہ رہے تھے تو انہیں کو کیوں نہیں خواب میں فرما دیا؟ یہ کیا بات ہے؟ اے بلال رضی اللہ عنہ تم جاؤ جواب ملے گا کہ خواب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اس لئے دکھا دیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی' اب انہیں کو دکھاؤ تاکہ سمجھیں کہ محبوب دو جہاں ﷺ کو وسیلہ بنانے کا یہ اجر ملا ہے اور جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ پہنچے اور انہوں نے خبر دی تو انہوں نے نہیں کہا کہ ارے اب پھر سے مسلمان ہو' پہلے کلمہ پڑھ لے' اللہ کریم کی بارگاہ کو چھوڑ کے تو مصطفےٰ کریم کی بارگاہ میں گیا تھا۔ وسیلہ بنانے کے لئے توحید کو بھول گیا بڑے شدید تھے نا حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۔ مگر نہیں جب یہ سنا تو رونے لگے' اشکبار ہو گئے اور اس کے بعد کہا جتنی میری طاقت ہے میں اتنا ہی کرتا ہوں اور جو مجھ سے نہ ہو سکے' اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے بہرحال انہوں نے اس وسیلے کو اپنے عمل سے جائز قرار دیا۔

☆ اور ایسے ہی ایک مرتبہ قحط کا زمانہ آیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں لوگ آئے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنا معروضہ پیش کیا تھا۔ محبوب کریم ﷺ کچھ تدبیر ارشاد فرمائیے! پانی نہیں برس رہا ہے تو انہوں نے کیا تدبیر بتائی وہ یہ بھی تو کہہ سکتی تھیں جاؤ نماز استسقاء پڑھو۔ جاؤ سب کھڑے ہو کر خدائی بارگاہ میں گریہ و زاری کرو بات ٹھیک تھی مگر وہ کہتی ہیں۔ یہ جو راحت جاں ﷺ کا مزار پاک ہے۔ اس کے اوپر والی چھت میں سوراخ کر دو کہ محبوب

کریم ﷺ کے مزار اور آسمان کے بیچ کوئی حائل نہ ہو۔

☆ یہ کونسا طریقہ ہے نہ اس میں کوئی دعا کی بات ہے' نہ اس میں کوئی استغفار کی بات ہے؟ نہ اس میں کوئی الفاظ توبہ ہیں' یہ کیا طریقہ ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا جو اپنے وقت کے زبردست فقیہہ اور محدث تھیں۔ ذرا غور تو کرو اور وہ یہ کہ انہوں نے جو یہ تدبیر بتائی جب قوم نے ایسا کر دیا پھر ہوا کیا! خوب جھوم جھوم کے بارش ہوئی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس طریقہ استعانت' اس طریقہ استمداد اس طریقہ توسل پر کوئی اعتراض نہیں کیا اور جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ گویا خاموش ہو کر سبھی نے اجماع کی مہر لگا دی اسی کو صحاب فن کہتے ہیں کہ یہ اجماع سکوتی ہے۔

محبوب اور آل محبوب ﷺ سے وسیلہ:

عہد فاروقی میں حاکم حلب کے لشکر جرار سے مقابلہ ہوا تھا۔ اس وقت حضرت کعب ابن حمزہ رضی اللہ عنہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے حمایت کے لیئے بہت ہی بے قرار اور مستعد دکھائی دے رہے ہیں ان کے الفاظ سنو! یا محمد ﷺ میدان جنگ سے لفظ یا سے پکارا جا رہا ہے۔

یامحمد یامحمد یانصر الله انزل معاشر المسلمین اثبتوا انما هی ساعة وانتم الاعلون

اے محمد ﷺ! اے محمد! اے اللہ کی مدد نازل ہو جا اتنا کہنا تھا کہ دل کو کتنا یقین ہو گیا کہتے ہیں اے مسلمانو! گھبراؤ نہیں ثابت قدم رہو اب مدد آنے والی ہے سرفرازی تمہارے لیئے ہے سربلندی تمہارے لیئے ہے۔

☆ تو دیکھو میدان جنگ میں میرے محبوب ﷺ کو وسیلہ بنانے کے لیئے پکارا گیا کہ نہیں پکارا گیا؟ ایسے ہی عہد فاروقی ہی کا ایک واقعہ ہے۔

☆ بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیئے جاتے ہیں تو وہاں حضرت عباس' حضرت علی' حضرات حسنین رضی اللہ عنہم بھی موجود ملتے ہیں انہوں نے ان سے بھی

دعا کی درخواست کی انہوں نے دعا کی اور اس طرح سے کی:

اللھم نتوسل بھذا النبی المصطفے والرسول المجتبی الذی توسل بہ آدم فاجبت دعوتہ

اے اللہ! ہم اس رسول مصطفےٰ ﷺ اور نبی مجتبیٰ ﷺ کے وسیلے سے دعا کر رہے ہیں یہ وہ نبی ہیں جن کے وسیلے سے حضرت آدم علیہ السلام نے دعا کی تھی تو تو نے ان کی دعا کو قبول فرمالیا تھا۔

☆ تو بتایئے! وسیلہ بنایا گیا کہ نہیں بنایا گیا۔ پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اطمینان کی بات کرتے ہیں کہ جاؤ جاؤ! اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو رد نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عباسؓ، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی دعاؤں کو رد نہ فرمائے گا اس لیئے کہ یہ اس محبوب ﷺ کہ وسیلہ دے رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اکرم الخلق ہے۔ ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ مکرم و محترم ہے۔ بتایئے! وسیلہ بنایا کہ نہیں بنایا؟

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

☆ آپ ایسے ہی غور کرتے چلے جایئے۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سو گیا ایک انداز سے بیٹھے بیٹھے کبھی پاؤں سو جاتا ہے۔ ارے پاؤں سو جائے، دل نہ سونے پائے تو جب پاؤں سو گیا تو کسی نے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کو جو سب سے زیادہ محبوب و پیارا ہو اس کو یاد کیجئے۔ انہوں نے کیا کہا تھا؟ یا محمداہ، یہ نہیں سوچ رہے ہیں کہ ہم دور ہیں کہ قریب ہیں۔ یہ فلسفہ تو آج سوچا جا رہا ہے۔

صحابہ کرام اور وسیلہ:

اور ایسے ہی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بتایا تھا جس کا پاؤں سو گیا تھا کہ جو سب سے زیادہ پیارا اور محبوب ہو، اس کا نام لو! تو اس نے بھی کہا

تھا۔ یا محمداہ' یا محمداہ اور چلتے چلتے وہ بات عرض کر دوں وہی حضرت عثمان ابن حنیف والی نہیں وہ تو پہلے تھا۔ راحت جاں ﷺ کے حیات مبارکہ' حیات ظاہری کے اندر کا واقعہ ہے نا! اب حیات ظاہری کے بعد کا واقعہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کسی کام کے لیئے جاتا تھا مگر حضرت توجہ نہیں فرماتے تھے اور یہ اپنا معروضہ پیش نہیں کرپاتا تھا تو حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا۔ جاؤ! دعا کرو اور اس طرح سے وہ بھی صحابی رسول ﷺ ہیں اور صحابی رسول تعلیم دے رہے ہیں۔ اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم یہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جن کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے جاؤ دو رکعت پڑھو۔ پھر یہ دعا مانگنا۔ دعا وہی۔

اللهم انی اسئلک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبی الرحمة یا محمد انی توجهت بک الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فشفعه

☆ تو دیکھو یہی دعا' یہی الفاظ' یہی کلمات ان کو سکھائے' انہوں نے کہا اس کے بعد اس کا مقصد پورا ہو گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خادم نے آکر خود ہی ان کو بارگاہ عثمان غنی تک پہنچا دیا اور انہوں نے خاص توجہ فرمائی۔ ضرورت بھی پوری فرما دی اور کہا پھر جب ضرورت ہو تو آنا۔ بہرحال یہ مشائخ صوفیاء کے درمیان معمول ہو گیا کہ کوئی اگر اس طرح صدق دل سے دعا کرے تو اس کی دعا ضرور قبول ہو گی تو اب دیکھو وہ وہی دعا' وہی الفاظ' وہی کلمات پھر سکھائے گئے تو یہ وسیلہ مانگا گیا کہ نہیں اور وہ بھی مالک دو جہاں ﷺ کے عہد ظاہری کے بعد اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بڑی پیاری بات کہی ؎

یا سید السادات جتک قاصدا
ارجوا رضاک و احتمی بحماک

☆ اے پناہ دینے والوں کے پناہ دینے والے' ہم آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بالقصد آئے ہیں۔ جئتک قاصدا ہم آپ ﷺ کی بارگاہ میں بالقصد آئے ہیں اور آپ ﷺ کی رضا چاہتے ہیں اور آپ ﷺ کی حمایت کے طلبگار ہیں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے وسیلہ بنایا کہ نہیں بنایا؟ آگے فرماتے ہیں۔

انت الذی لولاک ما خلق امر
کلا ولا خلق الوری لولاک

☆ اے اللہ کے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی سخاوت کے حریص ہیں' ہم آپ ﷺ کی سخاوت چاہتے ہیں ہم آپ ﷺ کی دریوزہ گر ہیں۔ اے محبوب کریم ﷺ! ہم آپ ﷺ کی بارگاہ میں نہ آئیں تو کہاں جائیں اس لیئے کہ ابو حنیفہ کے لیئے دنیا میں آپ کے سوا کوئی نہیں ہے۔ ذرا غور تو کرو وسیلہ مانگا گیا کہ نہیں مانگا گیا۔

مولانا جامی اور وسیلہ محبوب ﷺ:

واقعات کی تشریحات میں ہم آپ کو کہاں سے کہاں تک سمجھاتے چلے جائیں یہ تو ہم نے اہم اہم حضرات کے واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے۔ آیئے! بعض علمائے ملت اسلامیہ کے ارشادات آپ کے سامنے رکھیں۔ حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی کو آپ نہیں جانتے؟ مولانا محمد عبدالرحمن جامی کا نام نہیں سنا؟ کوئی ہندوستانی کوئی پاکستانی ایسا نہیں ہو گا جو مولانا محمد عبدالرحمٰن جامی کو نہ جانتا ہو۔ جب آپ مولانا محمد عبدالرحمٰن جامی کو جانتے ہیں تو کیا ان کا یہ شعر آپ کے کانوں میں کبھی نہیں آیا۔

زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم

☆ آپ کی جدائی سے اے اللہ کے محبوب ﷺ! عالم کی جان نکلی جا رہی ہے تو اے اللہ کے نبی ﷺ رحم فرمایئے۔ اے اللہ کے نبی رحم فرمایئے۔

☆ تو موجودہ دور کی عدالت کی نظر میں دو جرم کیئے ہیں۔ انہوں نے ایک تو نبی سے رحم مانگا دوسرا یا کہہ کے پکارا۔

☆ یہ مولانا جامی تو ہیں جو عرض کرتے ہیں۔

غریبم یا رسول اللہ غریبم
ندارم در جہاں جز تو جیبم

☆ اے اللہ کے محبوب ﷺ! میں غریب ہوں' میں دنیا میں آپ ﷺ کے سوا کسی کو حبیب نہیں رکھتا۔

مرض دارم ز عصیاں لادوائے
مگر الطاف تو باشد طبیبم

☆ اے اللہ کے محبوب ﷺ! ہم گناہوں کے لادوا مرض رکھتے ہیں جس کا کوئی علاج نہیں۔ مگر اے راحت جاں ﷺ آپ ﷺ کا کرم' آپ ﷺ کے الطاف' آپ ﷺ کی مہربانیاں ہماری حکیم ہیں' ہماری طبیب ہیں۔ پھر یہ محبوب ﷺ کا چاہنے والا' محبوب کریم ﷺ کا سچا غلام جھوم کر کہتا ہے۔

برین نازم کہ ہستم امت تو
گنہ گارم و لیکن خوش نصیبم

☆ مجھے اس بات پر ناز ہے اے اللہ کے محبوب ﷺ کہ ہم آپ کی امت ہیں گنہگار ہیں مگر خوش نصیب ہیں۔ کیا یہ شعر آپ نے نہیں پڑھا' سنا۔

نسیما جانب بطحا گزر کن
زاحوالم محمد راخبر کن

☆ کیا ضرورت ہے خبر کرنے اور خبر کرانے کی۔ پھر فرماتے ہیں:

توئی سلطان عالم یامحمد ﷺ
زروے لطف سوئے من نظر کن

☆ کیا ضرورت ہے۔ جہان کا سلطان ماننے کی۔

قصیدہ بردہ شریف کسے کہتے ہیں:

کیا تم فراموش کر دو گے حضرت امام شرف الدین بوصیری رحمتہ اللہ علیہ کا قصیدہ بردہ شریف جس میں صوفیاء کے لیئے عجیب روحانی کمالات ہیں مگر جانتے ہو کہ یہ بردہ کیا چیز ہے؟ بردہ شریف کیا ہے؟ بردہ کہتے ہیں چادر کو۔ تو یہ چادر شریف کا قصیدہ کیا؟ بات یہ ہے کہ حضرت امام بوصیری رحمتہ اللہ علیہ جو محبوب کریم ﷺ کی نعتیں بہت لکھا کرتے ہیں ایک مرتبہ ان پر فالج کا اثر ہوا تو اس میں انہوں نے وہی قصیدہ لکھا جس کو قصیدہ بردہ شریف کہا جاتا ہے اور اسی بیماری میں آپ اسے پڑھتے رہتے اور محبوب کریم ﷺ کے وسیلے سے دعائیں کرتے رہتے اور گریہ و زاری کرتے رہتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ راحت جاں ﷺ نے پہلے ان سے قصیدہ سنا پھر ان کے مفلوج بدن پر اپنے دست مبارک کو پھیر دیا اور پھر ایک چادر اوڑھا دی۔ جب آنکھ کھلتی ہے تو چادر موجود ملتی ہے۔ دیکھا تو مرض دور ہو چکا ہے۔ سوچا کسی سے کہنا نہیں چاہیے۔ یہ راز کی بات ہے مگر دوستو! ایک مجذوب مل گئے ان کو انہوں نے کہا بوصیری ذرا سناؤ تو وہ قصیدہ۔ کیا کہا قصیدہ! کون سا قصیدہ کہا جس کا مطلع یہ ہے، جس کا شعر یہ ہے۔

امن تذکرہ جیران بذی سلم
مزجت دمعاجری من مقلہ بدم

اور دوسرا شعر یہ ہے۔

ام ھبت الریح او تلقاء کاظمہ
او اومض البرق فی الظلما من راضم

☆ یہ بیچارے مجبور ہو گئے کہا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہا بارگاہ رسول ﷺ میں میں نے اس کو سنا۔ جب سنانے والا سنا رہا تھا۔ تو محبوب کبریاء ﷺ ایسا جھوم رہے تھے۔ جیسے میوہ دار شاخ جھومتی ہے۔

☆ اور راحت جاں ﷺ نے اس پڑھنے والے کو ازراہ کرم ایک چادر بھی اوڑھا دی تو وہ چادر والا قصیدہ مشہور ہو گیا۔ یہ وہی قصیدہ بردہ شریف ہے۔

☆ یعنی وہ قصیدہ جو بارگاہ محبوب کریم ﷺ میں اتنا مقبول ہو گیا کہ سرکار نے اپنی چادر مبارک انعام میں عطا فرمائی اب میں ان تمام تفصیلات اور واقعات کی تشریح کہاں تک آپ کے سامنے عرض کروں۔ مجھ کو تین دور دکھانے تھے کہ تینوں زمانے میں محبوب کبریاء ﷺ کو وسیلہ بنایا گیا۔ بنانے والے صالحین تھے۔ بنانے والے صحابہ تھے' بنانے والے انبیاء تھے' بنانے والے آئمہ تھے' بنانے والے مرسلین تھے۔ تو اب اگر وسیلہ بنانا شرک ہو جائے تو مشرکوں کی تعداد کتنی بڑھ جائے گی۔ ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

☆ ہدایت کس نے دی؟ اللہ کریم نے۔ مغفرت کون دے گا؟ خدا دے گا۔ نجات کون دے گا؟ اللہ کریم دے گا۔ مگر بتاؤ ان اللہ علی کل شئی قدیر بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ یا رب العالمین جب ہدایت دینی تھی تو کیا ضرورت تھی' نبی بھیجنے کی۔ ڈائریکٹ ہدایت بھیج دینی تھی اور ڈائریکٹ قرآن اتار دیا ہوتا ہر گھر میں ایک توریت ہوتی' ہر گھر میں ایک انجیل' ہر گھر میں ایک زبور' جو نکلتا تو چار کتاب دبائے نکلتا۔ کیا ضرورت تھی کسی نبی کی؟ کیا ضرورت تھی کسی رسول کی؟ لغت کی کمی نہیں ہے' سب لغت دیکھ کر قرآن سمجھ لیتے۔

☆ اور اس کے بعد میں پھر یہ سوچتا ہوں اس کے اتارنے کی بھی ضرورت

کیا تھی ؟ اس لیئے کہ اگر کتاب کے ذریعے ہدایت ہوئی تو کتاب وسیلہ بن جائے گی لطف کی بات دیکھو! اللہ کریم نے جب اپنا کلام نازل کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وسیلہ وہاں بھی وسیلہ اب تو بڑی مشکل ہو گئی خدا کی معرفت خدا دیتا ہے۔ مگر کنت کنزا مخفیا فاجبت ان اعرف فخلقت نور محمد میں خزانہ مخفی تھا' تو میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں تو میں نے نور محمد کو پیدا کیا کہ ان کو جب تک نہ پہچانو گے' مجھ کو نہ پہچانو گے۔ ان کو جب تک نہ مانو گے مجھے بھی نہیں مان سکتے۔ ان کی اطاعت میری اطاعت۔ پتہ چلا کہ

☆ جب تم سوال کرو گے بارگاہ خداوندی میں معروضہ پیش کردیں گے کہ کیا ضرورت ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی؟ کیا ضرورت ہے' حضرت نوح علیہ السلام کی؟ ہمیں ڈائریکٹ ہدایت مل جائے اور ہم ڈائریکٹ وہاں پہنچ سکتے ہیں۔ کیا ضرورت ہے انبیاء کی؟ تو یہی جواب تمہیں دیا جائے گا۔

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

☆ مگر زینے کو زینہ ہی سمجھنا' زینے کو چھت کہہ دیا تو بھی غلطی ہو گی اور اگر زینے کو فرش کہہ دیا تو بھی غلطی ہو گی زینہ فرش ہے نہ چھت۔ کیا مطلب؟ زینے کو نہ چھت سے ملاؤ' نہ فرش سے ملاؤ' بیچ والا ہوتا ہے نہ اوپر سے ملانا نہ نیچے سے ملانا' جس کو تم وسیلہ بنا رہے ہو۔ اسے اگر اللہ کریم سے ملاؤ گے تو غلطی ہو گی اور اگر اپنے سے ملاؤ گے تو غلطی ہو گی زینہ زینہ ہوتا ہے نہ زمین' نہ چھت۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ زینے کا تعلق ادھر سے بھی ہوتا ہے اور ادھر سے بھی نیچے بھی ایک ہاتھ ہے اوپر بھی ایک ہاتھ ہے ادھر سے لے جا رہا ہے ادھر دے رہا ہے ادھر کی سن رہا ہے ادھر سنا رہا ہے۔ اب اگر تم سلامتی سے جانا چاہو تو زینے سے جاؤ اور سلامتی سے اترنا چاہو تو زینے سے اترو اور ادھر ادھر چھلانگ لگاؤ گے تو خیریت نہیں ہے۔

☆ ایک جانور ہے، وہ کبھی دو ٹانگ سے چلتا ہے کبھی چار ٹانگ سے چلتا ہے اس کو کیا کہتے ہیں؟ بندر کہتے ہیں۔ میں جانور کی بات کہتا ہوں انسان کی نہیں۔ بندر زینے سے نہیں چڑھتا ہے وہ اچھل کر چڑھتا ہے اگر وہ اچھل کر چڑھے تو اس سے اعتراض کرنا مت مگر کوئی انسان اچھلے تو سمجھا دینا کہ ؎

مل نہیں سکتا خدا ان کا وسیلہ چھوڑ کر
غیر ممکن ہے کہ چڑھے چھت پہ زینہ چھوڑ کر

محترم قارئین کرام! اب تک ہم منطقی لفظوں سے سمجھانے کی کوشش کرتے رہے اب ہم دلائل کی طرف چلتے ہیں۔ چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

☆ انبیاء و اولیاء اللہ کو وسیلہ بنانا اور ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔

قال شیخ الاسلام محمد الغزالی "کل من یستمد به فی حیاته یستمد به بعد وفاته" وقال احمد ابن رزوق شارح کتاب الحکمه و هو من الفقهاء العظام و علماء الصوفیه من دیار المغرب، قال الشیخ ابوالعباس الحضرمی یوما هل امداد الحی اقوی ام امداد المیت؟ قلت انهم یقولون امداد الحی اقوی وانا اقول المیت اقوی فقال نعم انه فی بساط الحق والنقل فی ذالک کثیر من هذه الطائفة ولم یعرف فی الکتاب والسنة و اقوال السلف ماینا فی ذالک کیف وقد ثبت فی الدین ان الروح باقیة ولها علم و شعور بالزائرین۔ سیما الرواح الکمل قرب و مکان من جانب الحق تعالی کماکان فی الحیاة واتم من ذلک و انما اطبنا الکلام فی هذه المقام رغم انف المنکرین فانه قد حدث فی زماننا شرزمه ینکرون الاستمداد من اولیاء الذین نقلوا من هذه الدار الفافیه الذین احیاء عند ربهم ولکن لا یشعرون (الخ) مرقاۃ شرح مشکوۃ ص۱۴۶، اعلام المومنین علی الحق المبین للعلامہ سید احمد شاہ اخون کلے

سوات، البصائر ص۴۸ للعلامہ حمد اللہ جان دیوبندی مردان، اشعۃ اللمعات ص۶۲۷ اثبات الاغراض ص ۸۳ للعلامہ شائستہ گل رحمتہ اللہ علیہ، الرسائل السنہ فی مسائل السنہ ص۴۸ للعلامہ عبدالمتین دیوبندی، سیف القدیر للعلامہ عبدالحنان کاٹلنگ مردان، تحفہ المومنین للعلامہ سید احمد علی شاہ رحمتہ اللہ، تحفتہ الاحباب ص۱۵۶، الذخائر للعلامہ کفایت اللہ ڈاگئی مردان، نور العقائد، نور الایمان بزیارت اثار حبیب الرحمٰن ص۲، للعلامہ احمد اللہ، بدخشانی دیوبندی، جاء الحق ص۱۹۷ للعلامہ احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ، حاشیہ مشکوۃ ص۱۵۴، ج۱، حاشیہ ابوداؤد ص۱۰۵، ج۲، قطب الارشاد ص۳۹۵۔

"ترجمہ" حجتہ السلام امام محمد الغزالی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص سے اس کی زندگی میں مدد مانگ سکتے ہو بعد الوفات بھی مانگ سکتے ہو احمد بن رزوق (شارح کتاب الحکمت) (جو اعظم فقہاء اور ملک مغرب کے صوفیاء میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابوالعباس الحضرمی نے پوچھا کہ زندوں کی امداد قوی مانتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ مردے کی امدا قوی ہے، انہوں نے فرمایا کہ بیشک میت سے دنیوی علائق (تعلق) منقطع ہو گئے اور قرب الٰہی کے مقام تک پہنچے ہوئے ہیں اور اس میں ان طائفہ سے بہت سی نقلیں موجود ہیں اور کتاب سنت اور اقوال سلف میں اس کے خلاف نہیں ہے کیونکہ دین کی کتابوں میں یہ ثابت ہے کہ ارواح باقی ہیں اور ان کو اپنے زائرین ملاقاتی کا علم و شعور حاصل ہے اور خصوصاً کاملین کے ارواح کو اللہ تعالیٰ کے حضور دنیاوی زندگی سے زیادہ قرب اور مرتبہ حاصل ہے اور اسی وجہ سے ان کی امداد بھی قوی ہے۔ صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں کہ استمداد کے مسئلہ میں زیادہ بحث اس لئے کہ موجودہ دور میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو کرامات اولیاء اللہ بعد الممات کے منکر ہیں، حالانکہ اولیاء عند اللہ زندہ ہیں لیکن یہ لوگ شعور نہیں رکھتے۔

☆ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حجتہ البالغہ میں فرماتے ہیں

اولیائے کرام جب فوت ہوتے ہیں تو دنیاوی علائق ان سے منقطع ہوتے ہیں اور اپنے اصل یعنی عالم ارواح کی طرف رجوع کر لیتے ہیں یہ لوگ ملائکہ کے اتنے قریب ہو جاتے ہیں گویا ملائکہ ہو جاتے ہیں ان کو بھی ملائکہ کی طرح الہام ہوتا ہے اور ملائکہ جو کام کر سکتے ہیں ویسے یہ بھی کر سکتے ہیں۔ اعلاء کلمتہ اللہ میں مشغول ہوتی ہیں اور کافروں کے مقابلہ میں مسلمانوں کی امداد کرتے ہیں۔

☆ علامہ ابن قیم کتاب الروح ص۱۶۶ میں لکھتے ہیں:

واما بعد مفارقة البدن شان اخر وقد تواتر الزوایات من اصناف بنی ادم علی افعل الرواح بعد موتها مالا یقدر علی مثله حال اتصالها بالبدن من هزیمة الجیوش کما روی نبی الله صلی الله علیه وسلم فی النوم و معه ابوبکر و عمر رضی الله عنهما و قد هزیمت ارواحهم عساکراالکفروالظلم

"ترجمہ" اولیاء کی ارواح کو مفارقت بدن کے بعد ایک عظیم شان حاصل ہوتی ہیں۔ تواتر سے ایسی بہت سی روایات موجود ہیں کہ اولیائے کرام کے ارواح بدن سے جدا ہونے کے بعد وہ کام کرتے ہیں، جس پر دنیاوی زندگی میں قدرت نہیں رکھتے جیسے کہ لشکروں کو شکست دینا اور بہت دفعہ محبوب کریم ﷺ حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ خواب میں دیکھے گئے کہ کافروں کے لشکر کو شکست دی۔ مشارق الانوار ص۱۰۸ میں ہے۔

الولی بعد موته اشد کرامته منه فی الحال الحیاته لانقطاع تعلقه بالمخلوق وتجددر وحه للخالق فیکرمه الله تعالی بقضاء حاجته المتوسلین (الخ) شواهدالحق (ص۷۶۹)

تنویرالایمان فی اتباع مزهب النعمان (ص۲۱) المسائل المنتخبه للعلامه حبیب الحق پرمولوی دیوبندی

"ترجمہ" اولیاء کرام کی کرامت بعد الوفات دنیاوی زندگی سے کئی درجہ زیادہ

ہوتی ہیں کیونکہ دنیا میں ان کا تعلق مخلوق کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور بعد الوفات ان کا تعلق صرف اللہ کے ساتھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ان کا مرتبہ زیادہ فرماتا ہے ان کے وسیلہ سے جو حاجت مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے۔

☆ مولانا احمد دیوبندی البصائر (ص ۴۲) میں لکھتے ہیں۔

قال الامام الشافعی رحمته الله علیه قبر موسی کاظم تریاق مجرب لا جابته الدعاء "ترجمہ" امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ کاظم رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لیئے تریاق و مجرب ہے۔ حاشیہ (مشکوۃ شریف ص ۱۲۸)

☆ پہلے ذکر ہوا کہ جن سے زندگی میں مدد مانگ سکتے ہیں بعد الوفات بھی مدد مانگ سکتے ہیں تو ان دو اقوال سے مردوں سے مدد مانگنا جائز ہے' زندہ استمداد کرے گا اور مردہ امداد کرے گا۔ جیسا کہ حدیث شریف ہے۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اهل القبور (مجموعته الفتاویٰ) للعلامه عبدالحی' تحفته المومنین مرقاه تنبیه الضمائر علی رد ذخائر ص۶۹' للعلامه حافظ کفایت الله' اعلام المومنین علی الحق المبین O

"ترجمہ" جب تم کو کسی کام میں حیرانی (پریشانی) ہو تو اہل قبور سے مدد مانگا کرو' اس کام کے ہونے میں۔

قال الامام شافعی رحمته الله علیه انی لا تبرک بابی حنیفه رحمته الله علیه و حبئی الی قبره فاذا عرضت لی حاجته صلیت رکعتین وسالت الله تعالی عند قبره فتقضی سریعا۔ (شامی ص۳۹' ج۱) ثم البصائر للعلامہ حمد اللہ دیوبندی ص۳۸' امام شافعی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام اعظم رحمتہ اللہ کی قبر سے تبرک حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر مبارک پر آتا ہوں پس جب بھی کوئی حاجت پیش آتی ہے تو امام اعظم

رحمتہ اللہ علیہ کی قبر مبارک پر آتا ہوں، دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو میری حاجت جلدی پوری ہو جاتی ہے۔

☆ اگر اہل قبور سے استمداد شرک ہے تو امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے یہ شرک کیا؟ (العیاذ باللہ)

☆ غوث اعظم محبوب سبحانی سیدنا شاہ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و من استغاث بی فی کربه کشفت۔ عند و من نادی باسمی اشده فرجت عنه و من توسل بی الی الله عزوجل فی حاجة توفة له

ترجمہ:۔ جو تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے تو تکلیف ختم ہو جائے اور جو سختی میں میرا نام لے اس کی سختی ختم ہو جائے گی اور جو کسی حاجت میں مجھے وسیلہ کرے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تو حاجت پوری ہو جائے گی۔

(بہجۃ الاسرار، خلاصتہ المفاخر، نزہتہ الخاطر، تحفہ قادریہ، زبدہ الاثار)

☆ مشارق الانوار میں ہے: و قد نقل العارف الشعرانی عن من مشائخه ان الله تعالی یوکل بقبرکل ولی ملکا یقضی حوائج

☆ "ترجمہ" امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بعض مشائخ سے نقل فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ولی کے مزار پر ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو زائرین کی حاجت پوری فرماتا ہے۔

☆ بریقہ شرح طریقہ محمدیہ میں ہے۔ و یجوز التوسل بالانبیاء والاولیاء والصالحین بعد موتهم والکرامة لا تنقطع بعد الموت و عن الامام الرملی ایضا قول بعدم انقطاع الکرامة بالموت و عن امام الحرمین ولا ینکرالکرامة بعد الموت الارافضی و عن الاجهوری الولی فی الدنیا کاالسیف فی غمده فاذامات تجرد

عنه فیکون اقوی فی التصرف۔ (بریقہ ص ۲۰۳' ج۱ بحوالہ تنویر الایمان ص ۱۵)

☆ حدیقہ ندیہ میں ہے کہ کرامات الاولیاء باقیه بعد موتهم ایضا ومن زعم خلاف ذالک فهو جاهل متعصب (الخ)

"ترجمہ" کرامات اولیاء بعد الممات باقی ہیں اور جو اس کے خلاف شک (گمان) کرتا ہے وہ جاہل اور متعصب ہے جیسا کہ دور حاضر کے جہلا و منکر الکرامات بعد الممات ہیں۔

☆ امداد الارواح اور کرامات اولیاء موت کے بعد زیادہ قوی ہوتے ہیں۔ رسالت ولایت اور ایمان موت سے ختم نہیں ہوتے۔ اولیاء اللہ کے مزاروں پر فرشتے مقرر ہوتے ہیں جو حاجت مندوں کی حاجت پوری فرماتے ہیں۔

☆ قطب الارشاد اور تمہید ابو شکور سالمی میں ہے:

وصف الرسالة والنبوة لایزول عن الرسول و النبی بموته وقد ذکر فی کتب ان وصف الولایته لایزال عن الولی بموته و کذا وصف الایمان لایزول عن المومن بموته۔ "ترجمہ" رسالت اور نبوت رسول اور نبی سے موت کے وجہ سے زائل نہیں ہوتی جیسا حیات دنیا میں رسول و نبی ہیں بعد الممات بھی رسول اور نبی ہیں۔ اہلسنّت والجماعت کے عقائد کی کتب میں ہے کہ ولی سے ولایت موت کے آنے سے زائل نہیں ہوتی جیسے دنیا میں ولی ہیں بعد الممات بھی ولی ہیں۔

☆ ولی کسے کہتے ہیں؟ ابوالمنتھی شرح فقہ اکبر ص ۷۴ میں ہے:

اولی فی اللغة القریب فاذا کان العبد قریبا" مین حضرة الله تعالی بسبب کثرة الطاعته وکثرة اخلاصه کان الرب قریبا" منه برحمته وفضله واحسانه (الخ)

"ترجمہ" ولی لغت میں قریب کو کہتے ہیں اور جب بھی بندہ کثرت اطاعت سے اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کے حضور قریب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اپنی رحمت' فضل اور احسان سے ان کے قریب ہوتا ہے۔

☆ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کی آنکھیں ہو جاتا ہوں' ان کے کان ہو جاتا ہوں ان کے ہاتھ بن جاتا ہوں تو دیکھئے کہ ولی سے کرامات ظاہر کرانے میں کیا مصلحت ہے۔ ابوالمنتهی ص۴۶ میں ہے۔

وکرامات الاولیاء ای خوارق الستی تصدر عن الاولیاء و تسہی کرامات لان اللہ تعالی یرید بصد و رھا عنھم اکرامھم و اعزاز ھم۔

"ترجمہ" اولیاء کی کرامت حق ہے ہر وہ کام جو خلاف عادت ہو اور اولیاء سے صادر ہو جائے اس کو کرامت کہتے ہیں اور اس میں حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے خلاف عادت کام ظاہر کرا کر مخلوق کو عنداللہ ان کی بزرگی عزت اور اکرام ظاہر فرماتا ہے اور جو عند اللہ دنیا میں معزز و مکرم ہوں بعد الوفات بھی معزز و مکرم ہوتے ہیں اس لیئے ان کی ولایت بعد الممات بھی باقی ہوتی ہے۔

☆ تفسیر روح المعانی ص۱۵۸ میں ہے:

وقد قالوا بعد انقطاع فیض الولی ایضا بعد انتقاله من دار اکثافته والفناء الی دارالبقاء

"ترجمہ" اہل علم اس بات کے قائل ہیں کہ "عدم انقطاع فیض اولیاء دارلفناء سے دارالبقاء کی طرف انتقال کے بعد"

☆ الصواعق الربانیہ ص۱۰ میں ہے۔ "ذوات فاضلہ کو وسیلہ کرنا جائز بلکہ مستحب ہے اس پر بڑے بڑے علماء نے تشریح فرمائی اور وسیلہ قرآن سے بایں قول ثابت ہے۔

فتلقی ادم من ربه کلمت فتاب علیه

"ترجمہ" پس سیکھ لیئے آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب سے چند کلمات پس اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔

☆ امام ابواللیث رحمتہ اللہ علیہ نے یوں تفسیر فرمائی۔

الهم بحق محمد الا ماغفرت لی

"ترجمہ" اے اللہ میں تجھ سے محمد (ﷺ) کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ میری بخشش فرما۔

☆ اسی طرح امام جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ تفسیر در منثور فی تفسیر القرآن باطاثور میں فرماتے ہیں:

اخرج ابن منذر عن محمد ابن علی بن حسین بن علی رضی الله عنهم قال لما اصاب ادم الخطیته عظم کرواشتد ندمه فجاء جبرئیل فقال یا ادم هل اعلمک دعاء و من جمله اللهم اسئلک بجاه محمد عبدک وکرامۃ علیک ان تغفرلی خطیتی (الحدیث)

"ترجمہ" "جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ کلمات آدم علیہ السلام کو سکھا دیئے کہ یا اللہ میں بوسیلہ محمد ﷺ تم سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے اور یہ تیرا بندہ ہے جو تجھے سب سے افضل ہے اور حضور ﷺ کی عظمت اور بزرگی تو ہی جانتا ہے۔" یہی امام دوسری جگہ فرماتے ہیں۔

و اخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عن علی قال سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم عن قول الله تعالی فتلقی ادم من ربه کلمت فتاب علیه قال سل بحق محمد صلی الله علیه وسلم ربنا ظلمنا انفسنا (الایہ)

پھر لکھتے ہیں: واخرج ابن النجار عن ابن عباس سالت رسول الله

صلی اللہ علیہ وسلم عن کلمات التی تلقھا ادم من ربہ فتاب علیہ قال سال بحق محمد صلی اللہ علیہ و سلم و علی فاطمۃ و حسن و حسین رضی اللہ عنہ علیھم اجمعین اس روایت میں ان کے اسمائے مبارکہ زیادہ کیے گئے ہیں۔

☆ اسی طرح امام بیہقی فتح العزیز، معارج النبوت، حاکم، طبرانی، اور شفاء شریف میں عمر بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں:

لما اعترف ام الخطیتہ قال یا رب اسئلک بحق محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا ماغفرت لی۔ قال اللہ تعالی وکیف عرفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اولم اخلقہ قال لانک لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت راسی فرایت علی قوائم العرش مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول فعلمت انک لم تھل الی اسمک الا احب الخلق الیک قال اللہ تعالی یا ادم اذا سالتنی بحقہ غفرت لک ولولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما خلقتک

(طبرانی شریف ص۸۲۔۸۳، ج۲۔ تلخیص الذہبی ص۶۱۵۔ خصائص کبریٰ ص۱۷، ج۱۔ مستدرک ص۶۱۵ ج۲۔ کتاب الوفا باحوال المصطفٰے ص ۳۳ ج۱، مواہب الدنیہ ص۱۲، ج۱۔ انوار محمدیہ ص۱۰۹۔ زرقانی ص۶۲۔ تفسیر عزیزی ص۱۸۳۔ افضل الصلوٰۃ ص۱۱۷۔ شواہد الحق ص۱۳۷۔ تبلیغی نصاب۔ فضائل ذکر ص۱۱۱)

"ترجمہ" حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی لغزش کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ یا اللہ مجھے محمد ﷺ کے وسیلہ سے بخش دے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم نے حضور ﷺ کو کیسے پہچانا کیونکہ ان کو تو میں نے پیدا ابھی نہیں فرمایا، حضرت آدم علیہ السلام نے عرض

کیا یا اللہ جب تو نے مجھے پیدا فرمایا تو میں نے عرش کی طرف سر اٹھایا تو میں نے وہاں یہ لکھا ہوا دیکھا لا الہ الا الله محمد رسول الله تو میں نے جان لیا کہ تو نے نہیں ملایا اپنے نام کے ساتھ مگر وہ جو تجھے مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب تھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب تو نے مجھ سے حضور ﷺ کے وسیلہ سے سوال کیا تو میں نے تجھے بخشا اگر میں محمد ﷺ کو پیدا نہ فرماتا تو تجھے بھی پیدا نہ فرماتا۔

مندرجہ بالا حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ وسیلہ شرک نہیں ہے اگر شرک ہوتا تو حضرت آدم علیہ السلام کبھی شرک نہ کرتے تو معلوم ہوا کہ یہ شرک نہیں بلکہ سنت انبیاء ہے کیونکہ انبیاء نے بھی وسیلہ اختیار کیا ہے اگر کوئی انکار کرے تو آیات و احادیث کا انکار ہے۔

☆ نقل عارف الشهاب العجمی عن شیخ الاسلام الشهاب الرملی الانصاری ان الاستغاثیه بالانبیاء والاولیاء والصلحاء و العلماء جائزة فان لهم اغاثه بعد موتهم کحیاتهم
(مشکوہ انوار ص ۱۰۵)

"ترجمہ" شہاب عجمی نے شیخ الاسلام شہاب رملی سے نقل فرمایا کہ مدد طلب کرنا انبیاء، صلحا اور علماء سے جائز ہے کیونکہ یہ حضرات دنیا میں فریاد رس ہیں تو بعد الممات بھی فریاد رس ہیں۔

☆ جامع الصغیر میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمتہ اللہ نے لکھا ہے:
از ابن عباس مروی شدہ کہ آنحضرت ﷺ وقت گور کردن فاطمہ بنت اسد ایں دعا در حق او فرمودہ الله الذی یحیی و یمیت و هو حی لایموت اغفرلامی فاطمه بنت الاسدو وسع علیها مدخلها بحق نبیک والابنیاء من قبل

"ترجمہ" حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے راحت دو جہاں ﷺ نے فاطمہ بنت اسد کے دفنانے کے وقت اس کے لئے یہ دعاء فرمائی کہ اے اللہ! تو وہ

ذات ہے کہ مارتا اور جلاتا ہے اور تو ہمیشہ زندہ ہے' میری والدہ کو بخش دے اور اس قبر کو کشادہ فرما اپنے نبی کے وسیلہ سے اور تمام انبیاء کے وسیلے سے جو پہلے گزرے۔"

دیکھو محبوب دو جہاں ﷺ نے اپنے والدہ کے لیئے انبیاء کے وسیلے سے سوال کیا۔

روی البھقی وابن شیبه بسند صحیح عن مالک الدار و کان خازن عمر رضی الله عنه قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله عنه وجاء رجل الی قبر النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله استسق لامتک فانهم قد هلکوا (بحوالہ الرسائل السنہ ص ۵۲ خلاصہ الوفا' شفا السقام)

"ترجمہ" بیہقی اور ابن شیبہ نے صحیح سند سے ذکر کیا مالک الدار سے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خزانچی تھا۔ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قحط آیا ایک آدمی محبوب کریم ﷺ کی قبر مبارک پر آیا اور سوال کیا اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کریم سے اپنی امت کے لیئے بارش کا سوال کریں کیونکہ آپ کی امت قحط سے ہلاک ہو گئی۔

دیکھیے! اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوئیں۔

(1) صحابی کا روضہ رسول ﷺ پر حاضر ہونا' (2) یا رسول اللہ کہہ کر پکارنا (3) حاکم کائنات ﷺ سے سوال کرنا کہ امت کے لیئے سوال کریں (4) اگر اس صحابی کا روضہ رسول ﷺ پر حاضری دینا' یا رسول اللہ ﷺ کہنا اور محبوب دو جہاں ﷺ سے سوال کرنا۔ یہ سب خلاف شرع ہو تو کسی اور صحابی نے منع کیوں نہیں کیا؟ کہ خلاف شرع کام ہے نہ کرنا لیکن افسوس کہ دور حاضر کے جہلا جو در محبوب کریم ﷺ پر جانے' یا رسول اللہ ﷺ کہنے اور ان بزرگوں کو وسیلہ اور ان سے عرض کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ میری حاجت پوری

ہو جائے۔ ان کو خلاف شرع' ناجائز اور شرک کہتے ہیں' ہمیں معلوم نہیں کہ یہ لوگ کس کی شریعت لوگوں کو دکھاتے ہیں۔

و عن عثمان بن حنیف قال رجل ضریر الصبراتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی فقال ان شئت صبرت فھو خیرلک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضاء فیحسن الوضوء و یدعوا بھذا الدعا اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ انی توجھت بک الی ربی لیقضی لی فی حاجتی ھذہ اللھم فشفعہ فی رواۃ الترمذی و قال ھذا حدیث حسن غریب (مشکوۃ ص۲۱۱)

"ترجمہ" عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ محبوب دو جہاں ﷺ کی بارگاہ میں ایک اندھا شخص آیا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ میری آنکھیں بینا ہو جائیں۔ راحت دو جہاں ﷺ نے فرمایا اگر چاہے تو میں دعا کروں اور اگر چاہے صبر کرو' کیونکہ اندھا ہونا تیرے لیئے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ دعا فرما دیجئے تو حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح سے دعا کرو کہ یا اللہ میں تیری طرف متوجہ ہو کر محبوب کریم ﷺ کے وسیلے سے تجھ سے سوال کرتا ہوں جو نبی رحمتہ ہیں اور یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری حاجت پوری فرمائے' یا اللہ اپنے حبیب کی سفارش میرے حق میں قبول فرما۔ رواہ ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن غریب ہے۔ (مشکوۃ ص۲۱۱)

☆ اور اب اگر کوئی کہے کہ انبیاء کے وسیلے سے امتداد اور اعانت جائز ہے لیکن کسی اور کے وسیلہ سے جائز نہیں تو مشکوۃ ص ۴۴۷ ملاحظہ فرمائیے:

عن امیتہ ابن خالد ابن عبداللہ ابن اسید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یستفتح بصعالیک المھاجرین رواہ شرح السنۃ

(باب فضل الفقرا مشکوۃ ص ۴۴۷ فصل ثانی)

"ترجمہ" امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید سے روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے دشمن پر فتح اور غلبہ کا سوال فرماتے۔

☆ غور فرمائیے! فقراء مہاجرین انبیاء نہیں ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ استمداد و وسیلہ انبیاء و اولیاء دونوں حضرات کے ساتھ جائز ہے۔

وعندی انه لاوجه بتخصیص جواز التوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم کما زعم الشیخ عزالدین بن عبدالسلام (وسیلہ جمیلہ ص ۴، از نواب صدیق حسن خان بھوپالی، اہلحدیث)

"ترجمہ" "وسیلہ جمیلہ میں ہے کہ توسل کا جواز حضور اقدس ﷺ کی ذات کے ساتھ خاص نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں جیسا کہ شیخ عزیزالدین بن عبدالسلام نے گمان (شک) کیا ہے" بلکہ توسل مطلقاً" جائز ہے۔

☆ اب توسل، استمداد، استعانت، استغاثہ کے معنی سمجھئے جو لوگ اس کو شرک کہتے ہیں وہ اس کے معنی سے بے خبر ہیں۔

☆ شواهد الحق میں علامہ نبہانی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں:

فالتوسل والتشفع والاستغاثه کلها بمعنی واحد ولیس لها فی قلوب المومنین معنی الا التبرک یذکر احباء الله لما ثبت ان الله تعالی یرحم العباد بسیماهم سواء کانوا احیاء او امواتا فالموثر والموجد حقیقةً هوالله تعالی وهولا سبب عادی فی ذالک

"ترجمہ" توسل، تشفع اور استعانت کے ایک معنی ہیں، مومنوں کے دلوں میں ان الفاظ کے بولنے کی صرف غرض اولیاء کے ذکر سے تبرک حاصل کرنا ہے۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کے وسیلے سے چاہے فی الحیات ہو یا بعد الممات متوسلین پر رحم فرماتا ہے، موثر اور موجد حقیقی اللہ تعالیٰ ہے اور یہ اولیاء اسباب ظاہر ہیں۔

☆ علامہ صاوی ص ۹۰ ج ۳ میں تفسیر ایاک نعبد و ایاک نستعین کی فرماتے ہیں:

لیس فی الایته مازعم الخوارج ان الطلب من الغیر حیاکان اومیتا شرک فانه جهل مرکب لانه من التمسک بالاسباب ولا ینکر الاسباب الا جهول وان توسل بهم من جملة الطاعات

"ترجمہ" اس آیت میں وہ نہیں جس کا گمان (شک) خوارج نے کیا ہے کہ استعانت غیراللہ سے خواہ زندہ ہو یا مردہ شرک ہے' "نستعین" کے کلمہ سے یہ معنی کرنا جہل مرکب ہے بلکہ مومن کے عقیدے میں غیر اللہ سے مدد (استعانت) یہ تمسک بالاسباب کے قبیلہ سے ہے اور اسباب سے ماسواء جہلا کے کوئی انکار نہیں کرتا توسل استعانت مقربین سے یہ اللہ کی اطاعت میں داخل ہے۔

معلوم ہوا کہ توسل کو شرک کہنا یہ خوارج کا طریقہ ہے۔

☆ بعض مفسرین فرماتے ہیں ایاک نستعین کا معنی ایاک نستعین فی العبادۃ ہے جب مسلمان ایاک نعبد پڑھ کر اپنے عجز اور حقیقت کو متوجہ ہوا تو فورا" یہ سوچا کہ میں تو ایک عاجز بندہ ہوں میرے ساتھ بڑا دعویٰ مناسب نہیں ہے تو فی الحال کہا ایاک نستعین یعنی اللہ اگر میں عبادت کرتا ہوں تو تیری ہی مدد اور تیری ہی دی ہوئی قوت سے کرتا ہوں ورنہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں۔ اس تفسیر کی رو سے یہ آیت عام نہیں۔

☆ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو توسل کا حکم فرمایا اور توسل کو ذریعہ فلاح و نجات ٹھہرایا ہے۔ قولہ تعالے:

یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وابتغوا الیه الوسیلة و جاهدوا فی سبیله لعلکم تفلحون (پ ۶ مائدہ ع ۶)

"ترجمہ" اے مومنو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اللہ کی

راہ میں جہاد کرو یقیناً" تم فلاح پاؤں گے۔
وھی کلما یتوسل بہ ای یتقرب بہ الی اللہ تعالی
"ترجمہ" ہروہ چیز جس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو وسیلہ ہے تفسیر خازن ص۴۹۱ میں ہے۔
الوسیلۃ فعیلہ من وسل الیہ اذاتقرب الیہ المعنی اطلبوا الیہ القرب بطاعتہ والعمل بمایرضی
"ترجمہ" وسیلہ وزن فعلیہ عرب کہتے ہیں۔ وسل الیہ اذاتقرب الیہ آیت کے معنی یہ ہے اے مومنو! قرب اور نزدیکی حاصل کرو اللہ تعالیٰ کی طرف اطاعت سے اور ہراس عمل سے جس پر اللہ تعالیٰ راضی ہو۔
☆ اور آیت کا عام ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ اعمال صالحہ ہے کیونکہ اعمال نجات کے اسباب سے ایک سبب ہے جیسا کہ غار والی حدیث اسباب ہیں جیسا کہ اسماعیل قتیل دہلوی نے "منصب خلافت" میں لکھا ہے "مراد ازوسیلہ شخصے باشد کہ اقرب الی اللہ باشد در منزلت"
"ترجمہ وسیلہ سے مرادوہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے بہت قریب ہو۔
☆ شاہ ولی اللہ نے بھی القول الجمیل میں یہی لکھا ہے۔ بہرحال وسیلہ قریب الٰہی کے لئے سبب کو کہتے ہیں اور قرب کے تمام اسباب غیراللہ ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے وسیلہ کا حکم فرمایا ہے معلوم ہوا توسل غیراللہ سے شرک نہیں بلکہ عین توحید ہے کیونکہ مامور بہ ہے۔
☆ روی الحاکم فی صحیحۃ وابوعواتہ والبنراز بسند صحیح و ابن السنی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا انفلتت دابتہ احدکم فی ارض فلاہ فلینا دیا عباداللہ اجسوا ثلاثۃ فان اللہ حاضر بسجہ و روی الطبرانی و ان ارادعونا فلیقل یا عباداللہ اعینونی ذکر

هذاالحديث الائمه فى كتبهم ونقلوه اثاعته وحفظا للامة ولم ينكروه منهم النووى فى الاذكار و ابن القيم فى كتابه الكلم الطيب وابن مفلح فى الاداب بعد ذكر هذا الاثر قال عبدالله ابن احمد سمعت ابى يقول حججت خمس حج الامام نووى شارح مسلم فضللت الطريق فى حجته و كنت ماشيا و فجعلت اقول يا عباد الله دلونا على الطريق فلم ازل اقول ذالک حتى وقفت على الطريق (صواعق البحیہ ص۳۵، حصن حصین ایضا" الامام شارح مسلم)

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ راحت جاں ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی سے جنگل میں سواری بھاگ جائے تو تین مرتبہ پکارے کہ اے اللہ کے بندو میری سواری پکڑو۔ اللہ تعالیٰ حاضر ہے سواری کو بند کردے گا، طبرانی نے روایت کی ہے کہ اگر کوئی شخص محتاج ہو جائے تو یہ آواز لگائے کہ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو تینوں ائمہ نے اس حدیث کا ذکر اپنی کتب میں کیا ہے اور امت کی اشاعت اور حفظ کے نقل کیا ہے اور کسی نے انکار نہ کیا۔ بعض ان ائمہ سے امام نووی رحمتہ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے کتاب الازکار میں، ابن القیم نے الکلام الطیب میں اور ابن مفلح نے کتاب آداب میں ذکر کیا، کتاب الاداب میں حدیثوں کے بعد عبداللہ بن امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ میں نے پانچ حج کیئے ایک بار حج کرنے جا رہا تھا کہ راستہ بھول گیا، میں پیدل تھا تو میں پے درپے یہ آواز لگا رہا تھا کہ اے اللہ کے بندو مجھے راستہ دکھاؤ یہاں تک کہ بولتا رہا کہ راستہ مل گیا۔

☆ عباداللہ کے بارے میں ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

قال ملا على قارى فى شرح المراد بعباد الله الملائكة اوالمسلمون اورجال الغيب المسلمون بالابدال

عباد اللہ سے مراد ملائکہ ہیں یا مسلمین اور یا رجال الغیب جو کہ ابدال ہیں۔
وقال قاضی شوکانی فی تحفته الذاکرین و فی الحدیث دلالته علی جواز الاستغاثه ممن لایراهم الانسان من عبادالله سبحانه تعالی الاستغاثه ممن لایراهم الانسان من عبدالله سبحانه تعالی من الملائکۃ و صالح الجن ولیس فی ذالک باس

"ترجمہ" قاضی شوکانی رحمتہ اللہ نے تحفۃ الذاکرین میں لکھا ہے کہ یہ حدیث دلیل ہے استغاثہ کے جواز پر اللہ تعالیٰ کے ان بندوں سے جن کو انسان دیکھ نہیں سکتے اور ملائکہ اور صالح جن ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

☆ اس سے یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے طفیل ان کی امت کی مدد کے لیئے ایک مخلوق پیدا کی ہے جن کو دیکھا نہیں جا سکتا اور وہ مومنوں کی حاجت کے وقت ان کی مدد کرتے ہیں۔

☆ یہ ہدایت یعنی استمداد عن غیراللہ ہمیں شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے دی ہے اور اب یہ تمہاری مرضی کہ استعانت عن غیراللہ کو شرک سمجھو یا جائز سمجھو۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب نامعلوم الحقیقت مخلوق سے استعانت جائز ہے تو اسی طرح یا رسول اللہ ﷺ ' المدد یا غوث الاعظم مدد کہنا بھی جائز ہے۔

وعن عبدالله ابن یزید الخطی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه کان یقول فی دعائه اللهم ارزقنی حبک و حب من ینفعنی حبه عندک (مشکوۃ ص۲۱۱)

"ترجمہ" محبوب دو جہاں ﷺ اپنی دعائیں یوں فرماتے تھے۔ اے اللہ اپنی محبت نصیب فرما ہر اس شخص کی محبت نصیب فرما جس کی محبت میری لیئے تیری بارگاہ میں فائدہ مند ہو۔

وعن ابوالدرداء قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کان من دعاء دائود علیه السلام یقول اللهم انی اسئلک حبک و حب من یحبک والعمل الذی یبلغنی حبک (مشکوۃ ص ۲۱۲)

"ترجمہ" حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ راحت جہاں ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داوٗد علیہ السلام ان الفاظ سے دعا مانگتے تھے' یا اللہ میں تجھ سے تیری محبت اور ان کی محبت جن کی محبت تیرے ساتھ ہو مانگتا ہوں اور اس عمل کا سوال کرتا ہوں جو تیری محبت کا ذریعہ بن جائے۔

☆ حدیث مذکورہ بالا میں محبوب دو جہاں ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے مقربین کی محبت کا سوال کیا ہے' معلوم ہوا کہ مقربین کی محبت نجات اور قرب الٰہی کا ذریعہ ہیں اور ان سے بغض و عداوت دنیا و آخرت کا خسارہ و نقصان ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ المرمع من احب یعنی دنیا میں جو جس سے محبت کرے گا بروز قیامت اسی کے ساتھ ہو گا۔ تو اگر کوئی شخص مقربین اولیاء سے محبت کرتا ہے تو وہ بروز قیامت ان کے ساتھ ہو گا اور جو ان سے بغض و عداوت رکھے تو وہ ان سے دور جہنم میں ہو گا۔

قل من کان عدوالله وملئکته ورسوله وجبریل ومیکل فان الله عدوالکفرین۔

"ترجمہ" جو کوئی دشمن ہو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔

☆ پتہ چلا کہ انبیاء اور ملائکہ سے عداوت کفر اور غضب الٰہی کا سبب ہے اور محبوبان خدا سے دشمنی' خدا سے دشمنی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کا یوں ذکر فرمایا: و من یطع الله والرسول فاولئک مع الذین انعم الله علیهم من النبین والصدیقین والشهداء والصلحین' و حسن اولئک رفیقاO

"ترجمہ" جو اللہ اور رسول کی تابعداری کرے تو وہ لوگ قیامت میں ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے' انبیاء' صدیقین' شہدا اور صالحین میں سے اور ان کی معیت بہت اچھی ہے۔ (اللہ رب العزت ہمیں ان کی معیت نصیب فرمائے۔ (آمین)

☆ مفتی رشید احمد دارالعلوم حقانیہ کوڑہ خٹک "مسئلہ التوسل والدعا ص ۱۳۱" میں لکھتے ہیں "توسل چاہے زندہ سے ہو یا مردہ سے' ذوات سے ہو یا اعمال سے اپنے اعمال سے ہو یا دوسروں کے سب جائز ہے اور دعا میں یہ جائز ہے کہ یااللہ فلاں پیغمبر یا ولی کے طفیل میری حاجت پوری فرما۔

☆ عبدالوہاب شعرانی "الجوہرالدرر" میں فرماتے ہیں:

ان بعض مشائخه ذکر له ان الله تعالی یوکل بقبر الولی ملگا یقضی حوائج الناس کما وقع للامام شافعی والسیده نفسیه و سید احمد بدوی (فی انفاذ الاسیر من اسره من بلاد الفرنج) و تار ة یخرج الولی من قبره بنفسه و یقضی حوائج الناس لان لاولیاء انطلاق فی البرزخ وان لاروا حهم (نفحات القرب ص ۲۲۲)

"ترجمہ" ذکر کیا العارف باللہ عبدالوہاب شعرانی رحمتہ اللہ علیہ نے الجواہر والدرر میں کہ بعض مشائخ نے ہمیں ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ولی کے قبر پر فرشتہ مقرر کیا جو لوگوں کی حاجتیں پوری کرتا ہے۔ جیسا کہ واقع ہوا امام شافعی' سیدہ نفسہ سید احمد بدوی کے لئے (گرفتار مسلمان کو فرنگی کے قید سے آزاد کرنے کے وقت) اور کبھی ولی اپنے مزار سے نکلتا ہے اور لوگوں کی حاجت پوری کرتا ہے کیونکہ اولیاء کے لئے برزخ میں آزادی ہے۔

☆ ولی کا قبر سے نکلنا اور تصرف کرنا عقل سے بعید بات نہیں' دیوبندیوں کے پیشوا اشرف علی تھانوی "جمال الاولیاء ص ۱۰۶ میں لکھتا ہے کہ امام یافعی سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت محمد بن ابی بکر الحکمی کی خدمت میں ذکر لینے

(بیعت) کرنے کے واسطے آیا مگر محمد بن ابی بکر الحکم رحمتہ اللہ علیہ وفات پا گئے تھے۔ پس وہ شخص ان کی قبر پر گیا آپ رحمتہ اللہ علیہ قبر سے نکلے اور اس شخص کو بیعت کر لیا۔

☆ تفسیر مظہری ص ۱۵۲ ج ۱ میں ہے:

ان الله تعالى يعطى لارواحهم قوة الجساد فيذهبون من الارض والسماء والجنة حيث يشاون و ينصرون اولياه هم يدمرون اعدائهم انشاء الله تعالى و من اجل ذالك الحيات لا تاكلوا الارض اجسادهم ولا اكفانهم

وايضا فى البصائر للعلامة حمد الله ديوبندى و يتوسل اليه تعالى باالانبياء والصالحين ميں عباده من العلماء والشهدا والاوليا (الخ)

"ترجمہ" ہمیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء و صلحا' شہداء علما کو وسیلہ کرنا چاہیئے ہم زندگی میں زندوں سے صبح و شام مدد مانگتے ہیں اس یقین پر کہ زندہ سب کچھ کر سکتے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ زندوں کو مدد کرنے اور دوسروں کے کام آنے کی قدرت و قوت کس نے دی ہے؟ تم ضرور کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے قدرت دی تو یقین رکھو کہ وہی اللہ مردوں کو طاقت دینے سے عاجز نہیں' ان کو بھی قوت دے سکتا ہے' زندہ اور مردے یہ دونوں اسباب ہیں۔

☆ مسبب و موثر حقیقی اللہ تعالیٰ ہے' آخر سوچو یہ مردہ زمین بحکم الٰہی بیج سے پودا نکالتا ہے' یہ بے روح ہوا' بادل پانی اور کائنات کی اشیاء انسان کے کئی حاجت پوری کرتے ہیں اور مردے میں روح بھی ہوتی ہے اگر نہ بھی ہو مگر اللہ تعالیٰ اس کو حاجت روائی کا سبب بناتا ہے تو اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے' وہ کام کر سکتا ہے جن کی طرف ہماری سوچ بھی نہیں جاتی۔

توسل النبى صلى الله عليه وسلم و اصحابه وسفل الامة

وخلفها فانهم جميعهم كانوا يتوسلون (شواہد الحق ص ٧٦)
"ترجمہ" وسیلہ کیا ہے؟ محبوب کبریاء ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہ اور امت سلف و خلف نے۔

فقد كان من دعاء النبى صلى الله عليه وسلم اللهم انى اسئلک بحق السائلين عليک و هذا توسل صريح لا شک فيه و كان يعلم هذا الدعاء اصحابه و يامرهم بالا يتان به (شواہد الحق ص ٧٦)
"ترجمہ" محبوب کبریاء ﷺ کی دعامیں سے تحقیق یہ بھی ہے کہ اے اللہ میں تجھ سے سوال کرنے والے پیغمبروں (وغیرہم) کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں اور یہ توسل صحیح اس میں کوئی شک نہیں ہے اور محبوب کریم ﷺ اس دعا کی تعلیم صحابہ کو دیتے تھے اور اس کے پڑھنے کا امر فرماتے۔

☆ ذکر کیا ہے توسل کے جواز کو "طریقہ محمدیہ میں نقلا" عن البزازیہ ص ١٥٥ ج ٢۔ وجود فى البزازيه ان يقول اللهم اسئلک بحرمة فلاں حدیقہ میں اس قول کی اچھی تفسیر بیان کی ہے۔
فيذكر لانبياء و اولياء و صلحاء و العلماء حيا كان اوميتا كما نقل عن بعض العارفين انه كان يقول للمريدين اذا سالتم من الله شياء فاسئلو بى فانى انا الواسطه الان بينكم وبينه تعالى وفى روح البيان ص ٢٠٢ ج ا وينبغى ان نتوسل الى الله تعالى بالانبياء والاولياء والصالحين
یعنی انبیاء و اولیاء اور صالحین کے وسیلے سے سوال کرنا چاہیئے۔
☆ البصائر ص ٢٢٤ میں ہے۔ و منها التوسل الى الله تعالى بعباد الله الصالحين
"ترجمہ" دعا کے آداب میں سے ایک ادب مقربین کے وسیلے سے دعا کرنا ہے
دیوبندیوں کے مفتی اعظم ہند عزیز الرحمٰن دیوبندی ایک سوال کے جواب میں

لکھتے ہیں کہ اس طریقہ پر دعا کرنا صحیح ہے کہ یا اللہ اپنے اولیاء کے طفیل میری حاجت پوری فرما۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند جلد نمبر ۵' بحوالہ مسئلہ التوسل والدعا۔ (رشید احمد حقانی ص ۲۰)

☆ مولانا نصیرالدین غور غوشتوی دیوبندی ارشادات نصیری میں لکھتے ہیں۔ توسل بالانبیاء والاولیاء جائز رواہ مشروع ہے کتابوں میں توسل بالاعمال و ذوات فاصلہ سے آیا ہے' بیت اللہ' قرآن شریف' اولیاء مثلاً "غوث اعظم پیربابا' کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وسیلے سے دعا جائز ہے۔ ویجوز التوسل الی اللہ والاستغاثه بالانبیاء والصالحین بعد موتهم یعنی انبیاء و اولیاء کو بعد الوفات وسیلہ کرنا اور ان سے فریاد رسی جائز ہے۔

☆ مولوی ذکریا تبلیغی نصاب فضائل درود شریف ص ۵۴ پر لکھتے ہیں۔ ان یتوسل الی الله تعالی بانبیائه خ رمص والصالحین من عباده

☆ مولوی خلیل احمد دیوبندی المهنده علی المفذ جو عقائد علماء دیوبند ہے میں لکھتے ہیں۔

سوال: علماء دیوبند کے حضور اور سلف صالحین' اولیاء و غیر' ہم کو وسیلہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعامیں انبیاء و اولیاء کو وسیلہ کرنا جائز ہے خواہ فی الحیات ہو یا بعد الممات اور یوں کہے یا اللہ بزرگ کے وسیلہ سے میری حاجت پوری فرما۔

☆ مولانا حافظ کفایت اللہ فاضل جامعہ اسلامیہ اکاڑہ خٹک "الذخائر" (ص ۲) میں لکھتے ہیں کہ توسل مطلق ثابت ہے وسیلہ کا طریقہ یہ ہے۔ ان یذکر نبیا او ولیا او علما او صلحا و یسئل بحقه من الله تعالی جیسے کہ طریقہ محمدیہ ص ۱۵۵ ج ۲ حاشیہ حدیقہ میں ہے اگر مردے کی طرف نسبت کی اور یوں کہے کہ تم یہ کام کرو یعنی میری لئے یہ دعا کرو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ اعرابی کا

قول کہ یا رسول اللہ میرے لیئے استغفار طلب فرمایئے یا شامی کا یہ قول یا سید احمد بن علوان اور اگر ایسا کام ہو کہ ولی کی طاقت میں نہ ہو جیسے شفا دینا' غائب کا رد کرنا' ولد دینا پھر بھی جائز ہے کیونکہ مجاز ہے' حقیقت میں پیدا کرنے والا اللہ ہے اور رد کرنا شامی کے قول میں مذکور رہے اور ملا علی قاری کے قول حرز ثمین شرح حصن حصین میں ہے اذا انفلت دابته احدکم فلیقل یا عباداللہ اعینونی المراد به الملک اوالمسلمون من الجن اورجال الغیب هذاحدیث یحتاج الیه المسافراھ اور ولد کی نسبت کرنا غیر کو یہ بھی جائز ہے جیسا کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہ السلام کو فرمایا انما انا رسول ربک لاھب لک غلام ذکیا ولد ھبہ کرنا اللہ کا کام ہے اور جبرئیل علیہ السلام نے اپنی طرف نسبت کیا کیونکہ واحد متکلم صیغہ استعال کیا تو اگر کسی نے کہا کہ اے ولی اللہ مجھے بچہ دو تو یہ مجاز ہے اس کو شرک کہنا غلط ہے۔

☆ اور اگر نبی یا ولی کو یہ کہا کہ میرے لیئے دعا کرو تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ دعا میت کے اختیار میں ہے اور دعا امور آخرت میں سے ہے جیسا کہ خازن ص ۱۱۳ میں ہے۔ واما حکم صلوتھم فیحتمل انھا الذکراوالدعاء و ذالک من اعمال الاخرة

تو اگر کوئی یہ کہے کہ یہ دعا نہیں کر سکتے تو یہ غلط ہے۔

☆ حافظ کفایت اللہ الذخائر میں لکھتے ہیں' توسل بعد الوفات جائز ہے قولہ تعالیٰ ولوانھم اذ ظلموا انفسھم جائوک فاستغفراللہ واستغفرلھم الرسول (الخ) ایک اعرابی محبوب دو جہاں ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے اور روضہ مبارک کی مٹی اپنی سر پر ڈالنے لگے اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ جو قرآن آپ ﷺ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت ہے۔ کما مرا ولوانھم اذ ظلموا (الخ) اب میں حاضر ہوا میرے لیئے دعا فرمایئے تو روضہ رسول ﷺ سے آواز آئی کہ تجھے اللہ

نے بخش دیا۔ (تفسیر مدارک ص ۲۳۲ ج ۱۰)

☆ اس آیت کے ذیل میں تفسیر معارف القرآن لشفیع دیوبندی نے یہ واقعہ بھی لکھا ہے۔ اہل روم نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو وسیلہ بنایا ہے (تفسیر روح البیان ص ۲۶ ج ۴) شفاعت اور توسل ایک معنی میں ہے اور توسل کا منکر شیطان ہے (کمافی روح لبیان ص ۹۰ ج ۲۰) (سورۃ ہود)

پس ذرا سوچئے اور وہابیوں کے عقیدے سے اجتناب کیجئے!!

☆ امام الائمہ، کاشف الغمۃ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ اپنے قصیدہ مبارکہ میں بارگاہ نبوی ﷺ میں عرض کرتے ہیں۔

انت الذی لما توسل ادم من ذلت بک فازو هو اباک

"ترجمہ" آپ ﷺ وہ ذات ہیں کہ آدم علیہ السلام نے آپ ﷺ کے وسیلے سے توبہ کی اور کامیاب ہوئے اور وہ آپ ﷺ کے دادا تھے۔

☆ معلوم ہوا کہ منکرین وسیلہ اگر اپنے آپ کو حنفی کہیں تو وہ جھوٹے ہیں اور دھوکہ باز ہیں، ان کے نزدیک تو امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ (العیاذ باللہ) مشرک ہیں۔ امام اعظم تو وسیلہ کے قائل ہیں اور یہ گمراہ اسے شرک کہتے ہیں۔

☆ مولوی اشرف علی صاحب کے خلیفہ مولوی عبدالمجید صاحب نے مناجات مقبول کے آٹھویں حزب میں جس کا انہوں نے اضافہ کیا ہے۔ یہ اشعار لکھے ؎

ہیں جو تیرے بندہ خاص اے غنی !
مولوی اشرف علی تھانوی
اس کے صدقہ میں دعا مقبول کر
یہ مناجات التجا مقبول کر

☆ دیکھئے! اپنے پیر کے توسل سے دعا قبول کرا رہے ہیں یہ ہے پیر کا وسیلہ!

☆ مولوی محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند قصاید قاسمی میں نبی ﷺ کی

بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

ترے بھروسہ پہ رکھتا ہے غرہ طاعت
گناہ قاسم برگشتہ بخت بداطوار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا سوا ترے غمخوار

☆ دیکھو! مولوی محمد قاسم صاحب محبوب کریم ﷺ پر بھروسہ رکھتے ہیں اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے پھر فرماتے ہیں۔

برا ہوں' بد ہوں' گنہگار ہوں' پر تیرا ہوں
ترا کہیں ہیں مجھے گو کہ ہوں میں نانجار

☆ مولوی اسمٰعیل صاحب صراط مستقیم دوسری ہدایت میں صفحہ ۶۰ میں فرماتے ہیں اور حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے لیئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت حاصل ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت و قطبیت بلکہ قطبیت و غوثیت و ابدالیت اور انہیں جیسے باقی خطابات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کے وساطت سے ہوتے ہیں اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں اسی عبارت میں مولوی صاحب نے فرمایا کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے دنیا کی نعمتیں جیسے بادشاہت و امارت اور آخرت کی نعمتیں جیسے ولایت و غوثیت سب کو ملتی ہیں۔

☆ مولوی اشرف علی صاحب اپنی کتاب شیم الطیب ترجمہ شیم الحبیب میں حسب ذیل اشعار تحریر فرماتے ہیں۔

دستگیری کیجئے میری نبی ﷺ !
کشمکش میں ہوں تو ہی میرے ولی
جز تمہارے کہاں ہے میری پناہ

فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
ابن عبداللہ! زمانہ ہے خلاف
اے مرے مولا! خبر لیجئے مری

☆ اسی کتاب میں مولوی صاحب مثنوی شریف کا یہ شعر بھی نقل کرتے ہیں۔

نام احمد چوں حصارے شد حصیں
پس چہ باشد ذات آں روح الامیں

☆ یعنی جب محمد ﷺ کا مبارک نام مضبوط قلعہ ہے تو اس روح امین کی ذات مبارک کیسی ہوگی۔

☆ شاہ ولی اللہ صاحب کشف قبور کے عمل میں تحریر فرماتے ہیں:
بعدہ ہفت کرہ طواف کند۔ دوران تکبیر بخواند آغاز از راست کندو بعدہ بطرف رخسار نہد
اس کے بعد قبر کا سات چکر طواف کرے اور اس طواف میں تکبیر کہے دائیں سے شروع کرے بعد میں قبر کی بائیں طرف اپنا رخسار رکھے۔

☆ اسی عبارت کو مولوی اشرف علی تھانوی نے کتاب حفظ الایمان میں نقل فرما کر اس عمل کے جائز ثابت کرنے کی کوشش کی۔

☆ ان مذکورہ بالا عبارات سے پتہ لگا کہ بزرگوں کی ذات تو بہت اعلیٰ ہے ان کا نام بلکہ ان کی قبروں کی مٹی بھی وسیلہ ہے۔

☆ شاہ ولی اللہ صاحب القول الجمیل میں مرید کرنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ثم یتلوا الشیخ ھاتین الایتین یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغو الیہ الوسیلۃ یعنی پھر مرشد مرید کرتے وقت یہ دو آیتیں پڑھے۔ پہلی آیت یہ ہے۔ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ اور دوسری آیت وابتغوا الیہ الوسیلۃ

☆ اس کی اردو شرح میں مولوی خرم علی صاحب وہابی کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ دوسری آیت وابتغوا الیه الوسیلة میں وسیلہ سے مراد مرشد کی بیعت ہے۔ آگے کہتے ہیں کہ ممکن نہیں کہ وسیلہ سے مراد ایمان لیجئے۔ اس واسطے کہ خطاب اہل ایمان سے۔ چنانچہ یا ایھا الذین امنوا اس پر دلالت کرتا ہے اور عمل صالح مراد نہیں ہو سکتا کہ وہ اتقوا اللہ میں داخل ہے۔ اس واسطے کہ تقویٰ عبادت ہے امثال اوامر اور اجتناب نواہی سے اس واسطے کہ قاعدہ عطف کا مغایرت بین المعطوف المعطوف علیہ ہے اس عبارت میں صاف طور پر مان لیا کہ وابتغوا الیه الوسیلة میں وسیلہ سے مراد نہ ایمان کا وسیلہ نہ اعمال بلکہ مرشد کا وسیلہ مراد ہے ورنہ معطوف و معطوف علیہ کا فرق نہ ہو گا۔

☆ مولوی محمود الحسن صاحب دیو بندیوں کے مشائخ الہند اپنے مرشد مولوی رشید احمد صاحب کے مرثیہ میں لکھتے ہیں۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں یا رب!
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے
مرے مولیٰ مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

☆ مولوی صاحب اپنے مرشد کو جسمانی و روحانی حاجت روا اور انہیں خلقت کا مربی مانتے ہیں اس سے بڑھ کر وسیلہ کیا ہو سکتا ہے۔

قول فیصل: محترم قائین کرام! فیصلہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اب تک آپ نے بہت کچھ پڑھ لیا ہے مزید ملاحظہ فرمائیں۔

☆ مولوی اشرف علی تھانوی اپنی کتاب نیل الشفاء بنعل المصطفیٰ ﷺ میں فرماتے ہیں کہ فی زمانہ کثرت معاصی کی وجہ سے ہم پر بلیات کا ہجوم ہے اور دل و زبان کی کیفیت خراب ہونے کی وجہ سے توبہ استغفار قبول نہیں ہوتی البتہ اگر

کوئی وسیلہ قوی ہو تو اس کی برکت سے حضور قلب بھی میسر ہو سکتا ہے اور امید قبول بھی ہے منجملہ ان وسائل کے بہ تجربہ بزرگان نقشہ نعل مقدسہ حضور سرور عالم فخر دو عالم ﷺ نہایت قوی البرکات اور سریع الاثر پایا گیا ہے۔

☆ غور کیجئے! مولوی صاحب نے محبوب کریم ﷺ کی نعلین پاک کے نقشہ کو جو ہم خود کھینچ لیتے ہیں۔ قبول دعا کے لئے بہترین وسیلہ بتایا تو جس شہنشاہ کے نعلین پاک کا نقشہ قبول دعا کا وسیلہ ہے تو خود نعل کیسا وسیلہ ہو گا اور پھر اس جوتا شریف کو پہننے والا اللہ کا پیارا معراج والا تخت و تاج والا کس درجہ کا وسیلہ ہو گا۔ بے کسوں کا کس ہے اور بے بسوں کا بس ﷺ۔

☆ یہی مولوی اشرف علی صاحب اپنی اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین مبارک سے وسیلہ پکڑنے کا طریقہ یوں بیان کرتے ہیں۔

☆ اس نقشہ کو باادب اپنے سر پر رکھے اور بتضرع تمام جناب باری میں عرض کرے کہ الہی جس مقدس پیغمبر ﷺ کے نقشہ نعل شریف کو سر پر لیئے ہوئے ہوں ان کا ادنیٰ درجہ کا غلام ہوں۔ الہی اس نسبت غلامی پر نظر فرما کر برکت اسی نقشہ نعل شریف کے میری فلاں حاجت پوری فرما۔ پھر فرماتے ہیں پھر سر پر سے اتار کر اپنی چہرے پر ملے اور اس کو بہت سے بوسے دے۔

☆ یہی مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اسی کتاب میں اسی نقشہ نعلین شریف کی برکت اس طرح بیان کرتے ہیں۔ "اسی نقشہ کی آزمائی ہوئی برکت یہ ہے کہ جو شخص تبرکا اس کو اپنے پاس رکھے، ظالموں کے ظلم سے دشمنوں کے غلبہ سے، شیطان سرکش سے، حاسد کی نظر بد سے، امن و امان میں رہے گا اگر حاملہ عورت درد زہ کی شدت میں اس کو اپنے داہنے ہاتھ میں رکھے۔ بفضلہ تعالیٰ اس کی مشکل آسان ہو جائے۔" (الخ)

☆ موجودہ دیوبندی حضرات اپنے پیشوا مولوی اشرف علی صاحب کی عبارتیں غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ مولوی صاحب مذکور نے کس دھڑلے

سے راحت دو جہاں ﷺ کے نعلین پاک کے نقشہ کو وسیلہ مانا ہے اور لوگوں کو اس کا حکم دیا ہے بلکہ آخر کتاب میں فرماتے ہیں اور اس کو وسیلہ برکت سمجھیں۔ کتاب کے آخری صفحہ پر اسی نعل شریف کا نقشہ کھینچ کر دکھایا ہے۔

☆ محترم قارئین کرام! غور فرمائیں۔ دیوبندیوں کے امام و اکابرین تو وسیلہ کے قائل تھے لیکن یہ نام نہاد دیوبندی وسیلہ کو شرک سمجھتے ہیں۔ ہماری نہیں مانتے تو نہ مانیں اپنے اکابرین کی تو مانیں۔

☆ حقیقت یہ ہے کہ آج کل کے وہابیوں، دیوبندیوں کو خدا نے گمراہ کر دیا۔ ان کی شامت آگئی ہے اس لیئے تمام وسیلوں سے منہ موڑ رہے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے وہ ولی اور مرشد کے دامن میں رہتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کرتا ہے اس کا نہ ولی نہ مرشد۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: ومن یضلل فلن تجد له ولیا مرشدا○ جسے رب گمراہ کردے اس کے لیئے نہ تو تم کوئی ولی پاؤ گے نہ مرشد۔ یہ بے پیرے، بے نورے درگاہ الٰہی سے نکالے ہوئے ہیں۔ یہ ساری باتیں اسی سبب سے ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر نئے مذہب سے بچیں اسی راستے پر رہیں جو اب تک اللہ کے نیک بندوں کا ہے۔ بے سمجھے بوجھے قرآن کا ترجمہ گمراہی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا○ رب تعالیٰ اس قرآن سے بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت کو گمراہ کر دیتا ہے ہدایت ملنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ اچھوں کے ساتھ رہو۔ اللہ کریم فرماتے ہیں: یا ایها الذین امنوا اتقو الله وکونوا مع الصادقین○ اے مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ ہمیں سورۃ فاتحہ میں یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم اے مولیٰ! ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے (یعنی قائم رکھ) ان بندوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صلحاء کے راستہ پر قائم رکھ آج ہر چکڑالوی، ہر قادیانی، ہر دیوبندی، وہابی ہر بے دین

قرآن کریم بغل میں دبائے پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ قرآن کی رو سے سچا ہوں جیسے کہ یزیدیوں نے بے سوچ سمجھے نفسانی خواہش سے قرآن پڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر یہ آیت چسپاں کی **فقاتلوا التی تبغی حتی تفی الی امر اللہ** یعنی جو بادشاہ اسلام سے باغی ہو جائے اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ رجوع کرے انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو باغی اور یزید پلید کو بادشاہ اسلام بنایا۔ غرضیکہ بے سمجھے قرآن کے ترجموں نے بہت لوگوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے اگر چاہتے ہو کہ دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤ تو اسی راستہ پر چلو جو اولیائے کرام اور علمائے عظام کا راستہ ہے اور اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔

☆ آج سوائے مذہب اہلسنّت کے کسی فرقہ میں اولیاء موجود نہیں معلوم ہوا کہ یہی جماعت حق پر ہے جب تک دین موسوی منسوخ نہ ہوا تھا۔ بنی اسرائیل میں ہزارہا ولی ہوئے۔ جب وہ منسوخ ہو گیا اب ان میں کوئی ولی نہیں۔ حضرت مریم، اصحاب کہف، آصف بن برخیا جن کے قصے قرآن شریف میں مذکور ہیں۔ سب بنی اسرائیل کے ولی تھے۔ جریج اسرائیلی کی ولایت کا یہ حال تھا کہ اس نے چار سال کے بچہ سے اپنی پاکدامنی کی گواہی لے لی مگر بتاؤ جب سے یہ دین منسوخ ہوا اب کوئی یہودی عیسائی ولی ہوا۔ جب ان میں ایمان بھی نہیں تو ولایت کہاں سے آئے۔ اسی طرح آج سوائے مذہب اہلسنّت کے کسی فرقہ میں ولی نہیں۔ کوئی دیوبندی ولی نہیں، کوئی قادیانی، چکڑالوی، غیر مقلد ولی نہیں۔ ادھر دیکھو کہ حضور غوث پاک سرکار بغداد رضی اللہ عنہ ہم میں، حضور خواجہ اجمیری رحمتہ اللہ علیہ ہم میں، حضور خواجہ بہاوالدین نقشبندی ہم میں، حضور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ ہم میں گزرے ہیں، حضرت پیر سید حیدر شاہ صاحب جلال پوری رحمتہ اللہ علیہ، پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری، حضرت خواجہ محمد سلیمان صاحب تونسوی، اور خواجہ محمد قمرالدین سیالوی رحمھم

اللہ تعالیٰ حضرات ہماری ہی جماعت میں گزرے ہیں۔ اب بھی مذہب اہلسنّت میں یہ اولیاء جلوہ گر ہیں۔ یہ تمام حضرات پکے سنی' متقی' وسیلہ کے قائل' نیاز' عرس' فاتحہ' میلاد شریف پر عامل رہے۔ ان اولیاء کرام کا ہم میں ہونا مذہب اہلسنّت کی حقانیت کی کھلی دلیل ہے۔ آج تمام فرقوں کو میں چیلنج کرتا ہوں کہ اپنے مذہبوں میں اولیاء دکھائیں۔ ولی کی پہچان قرآن کریم نے یہ بیان فرمائی ہے کہ خلقت انہیں ولی مانے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لھم البشری فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ان کے لیئے دنیا و آخرت میں خوشخبری۔ دنیا کی خوشخبری عام لوگوں کا ان کی طرف جھکنا اور آخرت کی خوشخبری ملائکہ کا انہیں مبارکباد دینا۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت سیجعل لھم الرحمن ودا یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیئے اللہ تعالیٰ ان کی محبت سب کے دلوں میں ڈال دے گا۔ جن بزرگوں کے نام ہم نے گنوائے ہیں ان کو عام خلقت ولی مانتی ہے چونکہ دیوبندیوں میں کوئی نہیں۔ اس لیئے وہ اولیا اللہ کو گالیاں دینے لگے جیسے قادیانیوں کے مسیح موعود مرزا میں کوئی کرامت یا معجزہ نہیں تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کرنے لگے۔ بہرحال مسلمان فقیر کے اس قاعدہ کو یاد رکھیں کہ وہی راستہ اختیار کریں جو اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کا ہے' انشاء اللہ تعالیٰ۔ آج کل کی زہریلی ہواؤں سے ان کا ایمان محفوظ رہے گا۔ گلدستہ کی گھاس پھلوں کے وسیلہ سے بادشاہوں کے ہاتھ میں پہنچ جاتی ہے۔ بادام کے چھلکے مغز کے ساتھ ملتے ہیں مگر علیحدہ ہو کر پھینک دیئے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ کتابوں سے علم و حکمت ملتا ہے لیکن دین کسی کی نظر سے نصیب نہیں ہوتا۔ ڈاکٹر اقبال رحمتہ اللہ علیہ اللہ نے کیا خوب کہا ہے۔؎

دین مجو اندر کتب اے بے خبر
علم و حکمت از کتب دین از نظر
کیمیا پیدا کن از مشتے گلے

کاملے　　　برآستانے
بوسہ　　　زن

☆ دین صرف کتابوں سے نہ ڈھونڈو، کتابوں سے صرف علم ملتا ہے اور دین کامل کی نگاہ کرم سے۔ اپنے جسم کو کیمیا بنا لو، اس طرح کہ کسی کامل کے آستانہ پر ادب سے بوسہ دو۔

☆ اگر قرآن شریف کا ترجمہ پڑھ لینے سے دین مل جایا کرتا تو ابوجہل، ابولہب اور ابلیس اول درجہ کے مومن ہوتے کیونکہ یہ ترجمہ جانتے تھے۔ صرف محبوب کریم ﷺ سے فیض حاصل نہ کیا مارے گئے۔

☆ حضرت شیخ ابوالعباس تیجانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک ہے۔

فمن طلب القرب من الله تعالی والتوجه الیه دون التوسل به صلی الله علیه وسلم معرضا عن کریم جنابه و مدبرا من تشریع خطابه کان مستوجبا من الله غایه السخط والغبض و غایه اللعن والغضب و ضل سعیه و خسر عمله (سعادۃ الدارین ص۲۰)

☆ یعنی جو کوئی بغیر وسیلہ محبوب کریم ﷺ کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا چاہے اور دامن محبوب ﷺ کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں متوجہ ہونا چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سخت ناراضگی اور غضب کا مستحق ہے اور حد درجہ کی لعنت اور غضب الٰہی کا حقدار ہے اس کی ساری محنت رائیگاں گئی اور اس کے سارے کے سارے عمل خسارے میں ہیں۔

☆ ایک نیک آدمی نے نماز شروع کی اب التحیات میں بیٹھا تو ایسا مگن ہوا کہ درود پاک پڑھنا بھول گیا (سلام پھیرا اور فارغ ہو کر چلا گیا) اور جب سویا تو خواب میں حبیب خدا ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوا۔ محبوب دو جہاں ﷺ نے پوچھا اے میرے امتی! تو نے نماز پڑھی تو مجھ پر درود پاک کیوں نہیں پڑھا عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور حمد و ثنا میں ایسا مشغول ہوا کہ مجھے درود پاک پڑھنا یاد ہی نہ رہا یہ جواب سن کر جان دو عالم ﷺ نے یہ

نہ فرمایا کہ کوئی بات نہیں آخر بھول کر چھوٹ گیا ہے بلکہ فرمایا کیا تو نے میری حدیث نہیں سنی کہ سارے اعمال اور ساری دعائیں روک دی جاتی ہیں تاوقیکہ مجھ پر درود نہ پڑا جائے زاں بعد فرمایا ولو ان عبدا جاء یوم القیامته بحسنات اهل الدنیا ولم یکن فیہا صلاۃ علی ردت علیه حسنات فلم یقبل منه شئی (درۃ الناصحین ص ۱۷)

☆ فرمایا سن اگر کوئی شخص قیامت کے دن دربارہ الٰہی میں ساری دنیا کی نیکیاں لے کر حاضر ہو جائے لیکن ان نیکیوں میں میری ذات پر درود پاک پڑھا ہوا نہ ہوا تو ساری نیکیاں اس کے منہ پر مار دی جائیں گی اور ان میں سے ایک نیکی بھی قبول نہ ہو گی۔

اللهم صل و سلم و بارک علی النبی المختار سیدالابرار زین المرسلین الاخیار وعلی اله واصحابه الی یوم القرار

☆ محترم قارئین کرام! ان واقعات و ارشادات پر غور کیجئے کیا وہ توحید جس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے اللہ ہی اللہ بس اور ایسے لوگ بغیر وسیلہ کے ہی اللہ تعالیٰ تک پہنچنا چاہتے ہیں کیا وہ کچھ حاصل کر سکیں گے' ایں خیال است و محال است وجنون۔ اس کے ساتھ اسی قسم کی توحید والے کا ایک واقعہ بھی پڑھ لیں۔

☆ کسی اللہ والے کو خواب میں محبوب رب العالمین ﷺ کا دیدار نصیب ہوا تو اس اللہ والے نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ بو علی سینا کا کیسا انجام ہے' یہ سن کر فرمایا وہ میرے وسیلہ کے بغیر خدا تعالیٰ تک پہنچنا چاہتا تھا اس لیئے وہ تباہ ہو گیا ہے۔

☆ ایک بدنصیب نے یوں کہہ دیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایمان کی صرف راہنمائی ملی ہے۔ و اما نور ایمانی فهو من الله عزوجل لا من النبی صلی الله علیه وسلم اور ایمان کا نور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نبی ﷺ کی طرف سے نہیں ہے۔ یہ سن کر ایک ولی اللہ نے فرمایا ارے کیا

کہتا ہے کیا اگر ہم وہ نور ایمان جو حبیب ذوالجلال ﷺ کی طرف سے ہے وہ کاٹ دیں، تجھے منظور ہے؟ وہ بولا مجھے منظور ہے بس اتنا کہنا تھا کہ وہ صلیب کے سامنے سجدہ میں گر گیا اور مرتد ہو گیا۔ اللہ و رسول ﷺ کا منکر ہو گیا اور کفر پر ہی مر گیا۔ (الابریز ص ۲۲۹)

☆ یہ ہے انجام خشک توحید والوں کا جن کا نظریہ ہے کہ اللہ ہی اللہ بس۔ یا اللہ ہمیں نظر بصیرت عطا کر کہ ہم تیرے حبیب ﷺ کے دامن رحمت کے ساتھ وابستہ رہیں۔

وماذلک علی اللہ بعزیز

ایک ولی کی زبان سے مقام مصطفے ﷺ:

سیدی و سندی خواجہ محمد معصوم سرہندی قدس سرہ نے فرمایا جب میں حج کرنے گیا اور مدینہ منورہ حاضر ہوا اور وہاں روضہ مقدسہ پر حاضری تو یوں محسوس ہوا کہ وجود شریف حضرت رسالت ماب ﷺ عرش تا فرش سارے جہانوں کا مرکز ہے۔ بیشک عطا کرنے والا رب العالمین ہی ہے لیکن جس کسی کو کوئی بھی فیض پہنچتا ہے وہ سید العلمین ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچتا ہے اور مہمات ملک و ملکوت (یعنی زمین آسمان کے اس جہان اور اس جہان کے جتنے اہم کام ہیں) وہ رسول اکرم ﷺ کے اہتمام سے انجام پذیر ہوتے ہیں۔ (مقامات امام ربانی ص ۱۱۲)

اس ایمان افروز ارشاد گرامی سے ہمیں چند فوائد حاصل ہوئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

① ہمارے نبی ﷺ زندہ جاوید نبی ﷺ ہیں۔

② وہ سارے جہانوں کے ہر ہر فرد کے لئے اور عرش تا فرش ہر چیز کے لئے فیض رساں اور مرکز رحمت ہیں۔

③ عطا کرنے والا بیشک اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن ہر نعمت سرکار علیہ الصلوۃ والسلام

سے ملتی ہے۔

④ وہ عالمین یعنی سارے جہانوں کے لئے مہتمم ہیں۔ انہیں کے اہتمام سے کاروبار عالم چل رہا ہے۔

صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ اجمعین

اہل عشق کے لئے نذید

بزرگان دین کے ارشادات: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا عقیدہ رہا ہے کہ محبوب کریم ﷺ مخلوق کے لئے وسیلہ عظمیٰ ہیں اور راحت جاں ﷺ کے صدقہ سے اولیا اور علماء بھی وسیلہ ہیں۔

☆ حضور غوث الثقلین محی الدین عبدا القادر جیلانی بغدادی رضی اللہ عنہ اپنے قصیدہ غوثیہ میں اپنے خداداد اختیارات بیان فرماکر ارشاد فرماتے ہیں:

و کل ولی له قدم و انی
علی قدم النبی بدر الکمال

☆ میں جو دنیا پر راج کر رہا ہوں اور میرے قبضہ میں زمین و زمان، مکین و مکان ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر ولی کسی نہ کسی نقش قدم پر ہوتا ہے اور اس کا مظہر ہوتا ہے میں نبیوں کے چاند رسولوں کے سورج مالک دو جہاں ﷺ کے قدموں پر ہوں معلوم ہوا کہ حضور غوث پاک کی نگاہ میں مصطفےٰ ﷺ ایسی اہم چیز ہیں کہ انہیں سارے مراتب عالیہ اسی سرکار سے میسر ہوئے۔

☆ اماموں کے امام یعنی امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں۔

انا طامع بالجود منک و لم یکن
لابی حنیفه فی الانام سواک

یا رسول اللہ ﷺ میں حضور کی عطا کا امیدوار ہوں اور مخلوق میں ابو حنیفہ کے لئے آپ کے سوا کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ راحت دو جہاں ﷺ کو اپنا وسیلہ مانتے ہیں۔

☆ امام بوصیری رضی اللہ عنہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں اور جو مقبول بارگاہ مصطفےٰ ﷺ بھی ہو چکا ہے۔

و من لکن برسول اللہ نصرتہ
ان تلقہ الاسدنی اجامھا نجم

☆ یعنی جس کی مدد رسول ﷺ فرما دیں وہ شیروں سے بھی بچ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بھی حضور ﷺ کو ہر مصیبت کے رفع کا وسیلہ مانتے ہیں۔

☆ حضرت شیخ سعدی شیرازی قدس سرہ اپنی کتاب بوستان میں فرماتے ہیں۔

شنیدم کہ در روز امید وہم
بداں رابہ نیکاں بہ بخشد کریم

☆ یعنی میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نیکوں کے وسیلہ سے بروں کو بخش دے گا۔ معلوم ہوا کہ حضرت شیخ سعدی رحمتہ اللہ علما و صالحین کے وسیلہ سے گنہگاروں کی مغفرت مانتے ہیں۔

☆ شیخ عطار فرید الدین قدس سرہ پند نامہ میں فرماتے ہیں:

آنکہ آمد نہ فلک معراف او
انبیاء و اولیاء محتاج او

☆ یعنی راحت دو جہاں ﷺ وہ شان والے ہیں کہ نو آسمانوں کی معراج فرمائی اور تمام نبی ولی مالک دو جہاں ﷺ کے حاجتمند ہیں۔ معلوم ہوا کہ شیخ عطار قدس سرہ محبوب کریم ﷺ کو سارے نبیوں اور ولیوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

☆ مولانا جامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اگر نام محمد نہ آوردے شفیع آدم
نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

☆ اگر راحت دو جہاں ﷺ کے نام کے وسیلہ سے حضرت آدم علیہ السلام توبہ نہ کرتے تو ان کی توبہ کبھی قبول نہ ہوتی۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام محبوب کبریاء ﷺ کا وسیلہ نہ پکڑتے تو غرق سے نجات نہ پاتے معلوم ہوا کہ مولانا جامی علیہ الرحمتہ محبوب کبریاء ﷺ کو قبول دعا کا اور آفات سے بچنے کا وسیلہ سمجھتے ہیں۔

☆ مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ العزیز اپنی مثنوی شریف میں فرماتے ہیں۔

اے بسا درگور خفتہ خاک دار
بہ زصدا حیاء بنفع و انتشار
سایہ او بود و خاکش سایہ مند
صد ہزاراں زندہ در سایہ دے اند

☆ بہت سے قبروں میں سونے والے بندے ہزاروں زندوں سے زیادہ نفع پہنچاتے ہیں ان کی قبر کی خاک بھی لوگوں پر سایہ فگن ہے لاکھوں زندے ان قبر والوں کے سایہ میں ہیں۔ معلوم ہوا کہ مولانا قدس سرہ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندوں کو وفات کے بعد زندوں کا وسیلہ مانتے ہیں۔

☆ درود تاج شریف جو تمام اولیاء و علماء کا ورد وظیفہ ہے اس میں ہے۔ وسیلتنا فی الدارین حاکم کائنات ﷺ دنیا و آخرت میں ہمارے وسیلہ ہیں۔

☆ مثنوی شریف میں مولانا جلال الدین رومی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

پیر رابگزیں کہ بے پیرایں سفر
ہست بس پر آفت و خوف و خطر
چوں گرفتی پیربیں تسلیم شو

ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
گرچہ کشتی بشکند تو دم مزن
گرچہ طفلے را کشد تو موم کن

☆ یعنی پیر پکڑ لو کیونکہ آخرت کا سفر بغیر پیر کے بہت خطرناک ہے اور جب پیر اختیار کرو تو اس کے تابع فرمان ہو جاؤ جیسے موسیٰ علیہ السلام خضر علیہ السلام کے کہ اگر پیر کشتی کو توڑ دے تو دم نہ مارو۔ اگر بچہ کو بلاقصور قتل کر دے تو اعتراض نہ کرو۔ معلوم ہوا کہ پیر کا وسیلہ پکڑنا مولانا کے نزدیک لازم ہے۔

شیخ سعدی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں۔

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں یافت جز درپئے مصطفےٰ

☆ اے سعدی! یہ خیال بھی نہ کرنا کہ محبوب کریم ﷺ کی پیروی کے بغیر تم راہ ہدایت پاسکو گے یعنی ایمان لانے اور اعمال کرنے کے بعد بھی حضور ﷺ کے وسیلہ کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

☆ حنفیوں کے معتبر عالم ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتب نزہت الخاطر الفاطر فی ترجمہ شیخ عبدالقادر صفحہ ۶۱ میں فرماتے ہیں کہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

من استغاث بی فی کربه کشفت عنه و من نادانی باسمی فی شده فرجت عنه و من توسل بی الی الله فی حاجته قضیت

یعنی جو کوئی مصیبت میں مجھ سے مدد مانگے تو وہ مصیبت دور ہو گی اور جو کوئی تکلیف میں میرا نام پکارے تو تکلیف رفع ہو گی۔

☆ اس کے بعد ملا علی قاری رحمتہ اللہ نماز غوثیہ کی ترکیب بتا کر فرماتے ہیں۔ اس کا بارہا تجربہ کیا گیا۔ صحیح ثابت ہوا اور حضور غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ اپنا وسیلہ پکڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ وہ بزرگ ہیں جن

کو دیوبندی وہابی بڑے زور شور سے مانتے ہیں۔
☆ شامی شریف کے مقدمہ میں ہے کہ امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
انی لا تبرک بابی حنیفۃ واجی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسالت اللہ عند قبرہ فتقضی سریعا یعنی میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں۔ جب مجھ کو کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی قبر کے پاس کھڑے ہو کر رب سے دعا کرتا ہوں تو فورا" حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ مذہب کے اتنے بڑے امام یعنی امام شافعی رضی اللہ عنہ، امام اعظم رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کو وسیلہ دعا بنا کر سفر کر کے وہاں آتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔
☆ حصن حصین شریف کے شروع میں آداب دعا ارشاد فرمائے اس میں بحوالہ بخاری و بزار دعا کا ایک ادب یہ بیان فرمایا:
وان یتوسل الی اللہ تعالی بالانبیاء والصالحین من عبادۃ
☆ یعنی دعا مانگے انبیاء اور نیک بندوں کے وسیلہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا نام دعا کی قبولیت کا وسیلہ ہے۔
☆ اس کی شرح میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
خصوصا" حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کہ رجاء قبول بطفیل دے اکثر واتم داد فریاد اکمل است و فعل انبیاء مرسلین و سیرت سلف صالحین است۔
☆ یعنی خصوصیت سے حضرت سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اس میں قبولیت بہت زیادہ ہے اور گذشتہ پیغمبروں اور بزرگوں کی یہ سنت ہے۔ اس جگہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کا قصہ بیان کرتے ہیں کہ راحت جاں ﷺ کے طفیل سے

قبول ہوئی۔

☆ اس کی شرح الحرز الوصلین میں ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: من المندوبات یعنی وسیلہ مستحب ہے۔

☆ فقہاء فرماتے ہیں کہ استسقاء یعنی بارش مانگنے کی نماز میں جب جائیں تو شیر خوار بچوں کو ماؤں سے علیحدہ کر دیں اور جانوروں کو ساتھ لے جائیں کہ ان کے وسیلہ سے دعا ہو اور بارش ہو دیکھو عالمگیری شامی جوہرہ وغیرہ۔

☆ دیکھو! بارش مانگنے کے لیئے جانوروں کا وسیلہ اختیار کیا گیا ہے۔

☆ سلطان محمود غزنوی جب سومنات کے حملہ میں گھر گئے تو آپ نے شیخ ابو الحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے جبہ کو سامنے رکھ کر دعا کی۔ کہ مولا! اس کے وسیلہ سے فتح دے اور ایسی فتح پائی کہ آج تک مشہور ہے۔

☆ حضرت شیخ رحمتہ اللہ نے اپنا جبہ اسی لیئے دیا تھا۔ جو وسیلہ ثابت ہوا۔

وسیلہ پر اعتراضات و جوابات:

ساری امت محبوب کریم ﷺ کا اتفاق رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑا جائے جیسے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ مگر اب آخر زمانہ میں ایک ملحد ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد کو ابن قیم نے وسیلہ اولیاء اللہ کا انکار کیا۔ علمائے دین نے ابن تیمہ کو گمراہ اور گمراہ کن فرمایا ہے۔ موجودہ زمانہ کے وہابی دیوبندی ابن تیمیہ کی پیروی میں وسیلہ کے منکر ہو گئے اب چونکہ اسی مسئلہ پر زور ہے۔ اس لیئے ہم ان کے تمام ان دلائل کا جواب دیتے ہیں جو اب تک وہ پیش کر سکے ہیں بلکہ عام وہابی' دیوبندیوں کو یہ اعتراضات معلوم ہی نہیں ہوتے جو ہم ان کی وکالت میں بنا کر جواب دیتے ہیں۔ اللہ کریم قبول فرمائے۔ (آمین)

☆ بعض دیوبندی تو وسیلہ اللہ کے مطلقاً منکر ہیں اور بعض وفات یافتہ بزرگوں کے وسیلہ ہونے کے منکر ہیں اور زندہ ولیوں کے وسیلہ کے قائل ہیں ہم دونوں کے دلائل اور جواب عرض کرتے ہیں۔

اعتراض:1 اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وما لکم من دون الله من ولی ولا نصیر O یعنی تمہارا مددگار اللہ کریم کے سوا کوئی نہیں۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ مددگار ہے اور کسی کو وسیلہ بنانا ایک طرح مددگار ماننا ہے۔ یہ شرک ہے۔

جواب: اس کے تین جواب ہیں۔ ایک یہ کہ من دون الله سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے مقابل ہو کر یعنی اگر اللہ کریم تمہیں عذاب دینا چاہے تو کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابل اس کے عذاب سے نہیں بچا سکتا۔ لہٰذا ولی اللہ کا وسیلہ درست ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وان یخذلکم فمن ذالذی ینصرکم من بعده و علی الله فلیتوکل المومنون O اگر اللہ تعالیٰ ہی تمہیں رسوا کرنا چاہے تو تمہاری مدد کون کر سکتا ہے۔ مسلمانوں کو اللہ کریم پر ہی توکل کرنا چاہیئے۔ یہ آیت تمہاری پیش کردہ آیت کی تفسیر ہے۔ دوسرے یہ کہ یہاں مدد سے مستقل مدد مراد ہے یعنی مستقل مدد اللہ کریم کی ہی ہے۔ باقی وسیلوں کی مدد اسکے اذن اور اسی کی اجازت سے ہے۔ تیسرے یہ کہ اس سے مراد ہے اگر تم کفر اختیار کرو تو تمہارا مددگار کوئی نہیں۔ اللہ کریم فرماتا ہے: انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا الذین یقیمون الصلوة ویوتون الزکوة و هم راکعون O یعنی اے مسلمانو! تمہارے مددگار اللہ اور اس کا رسول اور وہ مسلمان ہیں۔ جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں یہاں تین ذاتوں کو ولی فرمایا گیا۔ نیز فرماتا ہے: والمومنون والمومنات بعضهم اولیاء بعض O مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں بعض بعض کے مددگار ہیں۔ ان میں ماسواء اللہ کی مدد کا ثبوت ہے اور تمہاری پیش کردہ آیت میں ان کی نفی ہے تو ایسے معنی کرو جس سے تعارض پیدا نہ ہو۔

اعتراض:2 اللہ تعالیٰ کفار کا کفریہ عقیدہ بیان فرماتا ہے: ما نعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی یعنی ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لئے کہ ہمیں اللہ کریم سے قریب کردیں۔ معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے مگر خدا رسی کا وسیلہ

سمجھتے تھے۔ جسے شرک کہا گیا ہے۔ لہٰذا کسی کو وسیلہ سمجھنا شرک ہے۔

جواب: اس کے بھی دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ وسیلہ ماننے کو اللہ کریم کفر نہیں فرماتا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک فرمایا: نعبدھم ہم اس لیئے انہیں پوجتے ہیں۔ کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے۔ الحمد لله مسلمان کسی وسیلہ کی پوجا نہیں کرتے۔ دوسرے یہ کہ مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں۔ مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ کفر اور یہ ایمان دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آب زم زم لاتے ہیں وہ مومن ہیں۔ کیونکہ مسلمان آب زم زم کی اس لیئے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر ﷺ کی تعظیم ایمان ہے۔ اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک ہے۔ آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں بلکہ مقام ابراہیم کو سامنے لے کر حج میں نماز پڑھتے ہیں آپ مومن ہیں کیوں؟ اس لیئے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لیئے وہ اس تعظیم سے کافر ہے اور ان چیزوں کو نبیوں سے نسبت ہے۔ ان کی تعظیم میں ایمان ہے۔

☆ دیوالی کی تعظیم شرک ہے مگر رمضان اور محرم کی تعظیم ایمان ہے۔

تفسیر روح البیان سورۃ احقاف میں اتخذو من دون الله قربانا الهه میں فرمایا کہ وسیلہ دو قسم کا ہے۔ وسیلہ ہدے اور وسیلہ ہویٰ۔ یعنی ہدایت کا وسیلہ اور گمراہی کا وسیلہ' نبی' ولی' الہام' وحی ہدایت کا وسیلہ ہے اور بت شیطان وسوسے گمراہی کے وسیلے ہیں۔ آیت پیش کردہ میں وسیلہ ہویٰ کو اختیار کرنا کفر ہے۔ وہی اس آیت میں مراد ہے۔

اعتراض:3 سواء علیهم استغفرت لهم ام لم تستغفرلهم لن یغفرالله لهم برابر ہے کہ آپ ان کے لیئے دعائے مغفرت کریں یا نہ کریں اللہ تعالیٰ نہیں بخشے گا۔ معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی دعا مغفرت کا وسیلہ نہیں۔ جب

آپ کی دعا کا وسیلہ نہیں تو دیگر اولیاء کا ذکر ہی کیا ہے۔ یہ اعتراض آج کے جاہل دیوبندیوں' وہابیوں کا ہے۔

جواب: یہ آیت ان منافقین کے حق میں اتری ہے جو محبوب دو جہاں ﷺ کے منکر تھے اور دیوبندیوں کی طرح براہ راست اللہ کریم تک پہنچنا چاہتے تھے۔ اسی آیت سے پہلے یہ ہے۔ **واذاقیل لھم تعالوا یستغفرلکم رسول اللہ لو وا روسھم ورایتھم یصدون وھم مستکبرون**○ جب ان منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ آؤ رسول اللہ ﷺ تمہارے لیئے دعائے مغفرت کریں تو آپ سے یہ لوگ یعنی منافق منہ موڑ لیتے اور غرور کرتے ہوئے حاضری بارگاہ سے رک جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ اے محبوب! جو آپ سے بے نیاز ہوں اور آپ اپنی رحمت سے ان کے لیئے دعائے مغفرت کر بھی دیں ہم تو انہیں نہیں بخشیں گے کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ کوئی تمہارے وسیلہ کے بغیر جنت میں جائے۔ اس آیت سے تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ نفی۔ یہی قرآن مسلمانوں کے متعلق فرماتا ہے۔ **وصل علیھم** اے نبی ﷺ آپ مسلمانوں کو دعا دیں۔ اگر حضور ﷺ کی دعا بے کار ہو تو اس کا حکم کیوں دیا گیا ہے۔ جناب بات یہ ہے۔

باراں کہ درلطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لالہ روید و درشورہ بوم خس

☆ بارش ہے تو فائدہ مند مگر بدقسمت شورہ زمین اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتی۔ اس میں اس زمین کا اپنا قصور ہے نہ کہ بارش کا۔

اعتراض:4 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ** یعنی ان میں سے کسی کی آپ نماز جنازہ نہ پڑھیں اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہوں۔

☆ اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی کی نعش کو اپنی قمیض پہنائی اور اس کے منہ میں اپنا لعاب ڈالا اور اس کے جنازہ کی نماز

پڑھی۔ تب یہ آیت اتری جس میں نبی ﷺ کو ان کاموں سے منع فرما دیا۔ دیکھو حضور ﷺ کی دعا، نماز جنازہ قمیض پہنانا، منہ میں لعاب ڈالنا، سب بے کار گیا، کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ اس کے اعمال خراب تھے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ کوئی چیز نہیں۔

جواب: اس کا جواب اس میں موجود ہے۔ اللہ کریم فرماتا ہے: **انھم کفروا باللہ و رسولہ وما توا و ھم فسقون** ○ کیونکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا انکار کیا اور کفر پر مرگیا اور وہ فاسق ہیں۔ معلوم ہوا کہ چونکہ وہ زندگی میں منافق تھا اور کفر پر موت ہوئی۔ اس لیئے اس کے لیئے کوئی وسیلہ مفید نہ ہوا۔ وسیلے مومنوں کے لیئے ہیں کفار کے لیئے نہیں۔ اعلیٰ دوائیں بیماروں کے لیئے ہیں۔ مردہ کے لیئے نہیں اور گنہگار مومن گویا بیمار ہیں اور کافر اور منافق مردہ ہیں۔

اعتراض:5 رب تعالیٰ قیامت کے بارے میں فرماتا ہے: **یوم لا بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ** اور کہیں فرماتا ہے: **فما تنفعھم شفاعۃ الشافعین** ○ یعنی اس دن نہ تجارت ہو گی نہ دوستی کام آئے گی نہ کسی کی سفارش۔ معلوم ہوا کہ قیامت میں سارے وسیلے ختم ہو جائیں گے۔

جواب: یہ سب آئتیں کافروں کے لیئے ہیں۔ مسلمانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیئے آگے رب فرماتا ہے: **والکافرون ھم الظلمون** ○ مسلمانوں کے لیئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقون** ○ اس دن سارے دوست دشمن بن جائیں گے۔ سوا پرہیز گاروں کے کفار کی آیت مومن پر پڑھنا بے دینی ہے نیز فرماتا ہے: **یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم** ○ اس دن مال و اولاد کام نہ آئے گی۔ سوا اس کے جو رب کے پاس سلامت دل لے کر آئے معلوم ہوا کہ مومن کا مال و اولاد قیامت میں کام آئیں گے۔

اعتراض:6 رب تعالیٰ فرماتا ہے: یاایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون○ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو تاکہ تم فلاح یعنی جنت پاؤ اس میں وسیلہ سے مراد اعمال کا وظیفہ ہے۔ نہ کہ بزرگوں کا۔ کیونکہ جن بزرگوں کو وسیلہ بناتے ہو وہ خود اعمال کرتے ہیں۔

جواب: اس کے چند جواب ہیں ایک یہ کہ اعمال تو اتقوااللہ میں آچکے تھے۔ اگر وسیلہ سے بھی مراد اعمال ہوں تو آیت میں تکرار بے کار ہوگی لہٰذا یہاں وسیلہ سے مراد بزرگوں کا وسیلہ ہے دوسرے یہ کہ اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو مسلمانوں کے بچے، دیوانہ مسلمان اور وہ نومسلم جو مسلمان ہوتے ہی مرگیا۔ ان کے پاس اعمال نہیں وہ کس کا وسیلہ پکڑیں، تیسرے اگر اعمال کا وسیلہ مراد ہے تو شیطان کے پاس اعمال بے شمار تھے وہ اس کے لیئے وسیلہ کیوں نہ بنے۔ چوتھے یہ کہ اگر اعمال ہی مراد ہوں تو اعمال بھی نبی کے وسیلہ سے حاصل ہوتے ہیں تو وہ حضرات اعمال کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ خود وسیلہ ہوتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے اعمال بزرگوں کی نقل ہیں۔ رمی (حج میں کنکر مارنا) حضرت اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کی نقل ہے۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا، حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی نقل ہے، قربانی کرنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نقل ہے، طواف میں اکڑ کر چلنا حضرت نبی کریم ﷺ کی نقل ہے۔ اس لیئے ان اعمال پر ثواب ملتا ہے کہ یہ اچھوں کی نقل ہے اس کی نہایت نفیس تحقیق ہماری کتاب "آدائے محبوب ﷺ" میں دیکھو جس میں بیان کیا گیا ہے کہ روزہ، نماز، حج، زکوۃ کلمہ غرضیکہ ہر عبادت کسی کی نقل ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جنت خالی رہ جائے گی۔ تو ایک جماعت جنت بھرنے کے لیئے پیدا کی جائے گی۔ بتاؤ اس جماعت نے کون سے اعمال کیئے تھے۔

نوٹ: جنت کا داخلہ تین طرح ہو گا۔ کسبی' وہبی' عطائی۔ کسبی وہ جس میں جنتی کے عمل کو دخل ہو۔ جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے: جزاء بماکانو یعملون O جنت وہبی وہ جو کسی بندے کے طفیل سے ملے۔ اپنے عمل کو کوئی دخل نہ ہو۔ جیسے مسلمانوں کے نابالغ بچے اور دیوانہ مسلمان کہ یہ جنتی ہیں مگر بغیر اعمال جن کے بارے میں فرمایا گیا ہے: والحقنابھم ذریتھم جنت عطائی وہ جو محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملے کسی اور شے کو دخل نہ ہو۔ جیسے جنت بھرنے کے لیئے جو مخلوق پیدا ہوگی یا جو بغیر شفاعت جنت میں جائیں گے۔ جنہیں جہنمی کہا جائے گا' جن کے بارے میں حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا ایک قدرت کا لپ (چلو) جہنمی لوگوں سے بھر کر جنت میں داخل کرے گا۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جن کا ایمان شرعی نہ تھا مگر وسیلہ حضور ﷺ سب کو درکار ہے۔ غرضیکہ بغیر اعمال جنت مل سکتی ہے بغیر وسیلہ جنت ہرگز ہرگز نہیں مل سکتی۔

اعتراض:7 قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کنعان کی شفاعت فرمائی تو آپ سے فرمایا گیا: یانوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح اے نوح! یہ آپ کے گھر والوں سے نہیں اس کے اعمال خراب ہیں معلوم ہوا کہ عمل خراب ہونے پر نبی ولی کا وسیلہ نہیں۔

جواب جی ہاں! اس کنعان کا عمل خراب تھا۔ کہ وہ نبی کا وسیلہ کا منکر تھا اور طوفان آنے پر وہ آپ کے دامن میں نہ آیا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا: یابنی ارکب معنا ولا تکن مع الکفرین O یعنی اے بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہو جا۔ کافروں کے ساتھ نہ رہو۔ تو اس نے جواب دیا: قال ساوی الی جبل یعصمنی من الماء میں پہاڑ کی پناہ لے لوں گا' وہ مجھ کو پانی سے بچالے گا۔ اس سے غرق ہو گیا۔ اب جو نبیوں کے وسیلہ کا منکر ہے وہ اس سے عبرت پکڑے۔

☆ اس آیت میں تو وسیلہ کا ثبوت ہے نہ کہ انکار۔ اگر حضرت نوح علیہ السلام کا وسیلہ قبول کرلیتا تو ہرگز غرق نہ ہوتا۔

اعتراض:8 حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کے لئے دعا کرنا چاہی تو فرمادیا گیا۔ یاابراہیم اعرض عن هذاانه قد جاء امر ربک وانهم اتیهم عذاب غیر مردودO اے ابراہیم ان کے لئے دعا نہ کرو۔ ان پر عذاب آکر ہی رہے گا۔ دیکھو پیغمبر کی دعا غیر مقبول ہوئی۔

جواب قوم لوط کافر تھی اور کفار کے لئے کوئی وسیلہ مفید نہیں کیونکہ وہ نبی کے وسیلہ کے منکر ہوتے ہیں۔ قرآن فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ناراض ہو کر سامری سے فرمایا: اذ هب فان لک فی الحیوة ان تقول لامساس خبیث تجھے اپنی زندگی میں یہ نوبت پہنچ جائے گی کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے گا کہ مجھ کو کوئی نہ چھونا۔ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کے منہ سے یہ نکلی ہوئی بات ایسی درست ہوئی کہ اس کے جسم میں یہ تاثیر ہوگئی جو اس سے چھوتا اسے بھی بخار ہو جاتا اور خود سامری کو بھی۔ ان خدا تعالیٰ کے پیاروں کی زبان کا یہ عالم ہے۔

ضروری نوٹ: انبیاء علیہ السلام کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ہاں ان کی وہ دعائیں جن کے خلاف رب کا فیصلہ ہو چکا ہے اور قلم چل چکا ہو۔ اگر پیغمبر ایسی دعا کریں تو انہیں سمجھا کر روک دیا جاتا ہے۔ اس روکنے میں ان کی انتہائی عظمت کا اظہار ہوتا ہے۔ یعنی اے پیارے! کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ ناممکن ہو چکا ہے اور ہمیں یہ منظور نہیں کہ تمہاری زبان خالی جائے۔ لہٰذا تم اس بارے میں دعا ہی نہ کرو۔

سبحان الله معترض نے جو دعائیں پیش کیں۔ وہ سب اسی قسم کی ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ ان دعاؤں کا پیغمبروں کو ثواب مل جاتا ہے کیونکہ دعا مانگنا بھی عبادت ہے۔ اگرچہ قبول نہ ہو۔ اس لئے رب نے فرمایا: سواء علیهم

استغفرت لهم ام لم تستغفرلهم (الخ) آپ کا دعا کرنا یا نہ کرنا ان منافقوں کے لیئے برابر ہے کہ ان کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ آپ کو ضرور ثواب مل جائے گا۔ یہاں علیهم فرمایا علیک نہ فرمایا۔

اعتراض:9 مشکوۃ شریف باب الانذار میں ہے کہ نبی ﷺ نے حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: لا اغنی عنک من الله شيئا میں اللہ کے عذاب کو تم سے دفع نہیں کر سکتا۔ جب نبی کریم ﷺ اپنی دختر کے لیئے وسیلہ نہیں تو ہمارے لیئے کیونکر وسیلہ ہو سکتے ہیں اور جب حضور ﷺ ہی وسیلہ نہ ہوئے تو دوسرے ولیوں کا ذکر ہی کیا۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک یہ اللہ تعالیٰ کے مقابل ہو کر تم سے رب کے عذاب کو دفع نہیں کر سکتا یعنی اللہ تعالیٰ عذاب دینا چاہے تو کون ہے جو دفع کر سکے۔ یہ وسیلہ تو رب کے اذن سے ہوتا ہے نہ کہ اس کے مقابل۔ دوسرے یہ کہ اے فاطمہ! اگر تم نے اسلام قبول نہ کیا تو ہم تم سے عذاب نہیں کر سکتے۔ یعنی وسیلہ مومنین کے لیئے ہوتا ہے کافروں کے لیئے نہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا نبی زادہ ہونے کے باوجود ہلاک ہو گیا کفر کی وجہ سے۔ اگر یہ عذاب نہ مانا جائے تو یہ حدیث قرآن کریم کے بھی خلاف ہو جائے گی اور دیگر احادیث کے بھی رب تعالیٰ فرماتا ہے: انما وليكم الله ورسوله والمومنون○ تمہارے مددگار اللہ رسول اور مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں: كل نسب منقطع يوم القيامة الا نسبي و سببي قیامت کے دن سارے ذریعے اور رشتے ٹوٹ جائیں گے۔ سوا میرے ذریعے اور رشتہ کے (شامی باب غسل میت) فرماتے ہیں: شفاعتي لاهل الكبائر من امتي میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیئے ہو گی۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ گناہ کبیرہ والے حضور ﷺ کے طفیل بخشے جائیں اور خود لخت جگر نور نظر کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکیں۔ (شامی)

ضروری نوٹ: محبوب کریم ﷺ کے طفیل بعض فوائد کفار بھی حاصل کر لیتے ہیں۔۔ جیسے دنیا میں قہر الٰہی سے امن اور قیامت کے دن میدان محشر سے نجات اور حساب کا شروع ہونا اس لحاظ سے کہ حضور ﷺ کا لقب ہے رحمتہ اللعالمین۔ بعض فوائد وہ ہیں جو صرف متقیوں کو پہنچتے ہیں گنہگاروں کو نہیں جیسے درجات بلند کرانا۔ اس معنی کے لحاظ سے محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ سنت کو چھوڑنے والا میری شفاعت سے محروم ہے یعنی بلندی درجات کی شفاعت۔

☆ بعض فوائد ہیں جو صرف گنہگاروں کو پہنچیں گے' نیکوکاروں کو نہیں جیسے گناہوں کی معافی۔ کیونکہ نیکوکاروں کے پاس گناہ ہوتے ہی نہیں ان مسلمانوں کو محفوظ کہا جاتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم ہیں۔ یعنی گناہ کر سکتے نہیں اور خاص اولیاء گناہوں سے محفوظ یعنی وہ گناہ کرتے نہیں۔ مولانا رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء
ارچہ محفوظ اند محفوظ از خطا

☆ ان کے لیئے معافی گناہ کی شفاعت نہیں۔ ان کے لحاظ سے فرمایا گیا کہ شفاعتی لاھل الکبائر من امتی میری شفاعت میری امت کے اہل الکبائر کے لیئے ہے۔

☆ تمہاری پیش کردہ حدیث پاک میں دوسری قسم کے فوائد مراد ہیں بشرطیکہ ایمان قبول نہ کیا جائے۔

☆ یہ بھی خیال رہے کہ یہاں فاطمہ الزہراہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا گیا ہے اور دوسروں کو سنایا گیا ہے۔ ورنہ راحت جاں ﷺ کے طفیل ابولہب کا عذاب ہلکا ہوا۔ ابو طالب دوزخ میں جانے سے بچ گئے۔

اعتراض:10 بخاری شریف کتاب الاستسقاء باب سوال الناس الامام الاستسقاء

میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ قحط کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے اور فرماتے تھے: انا کنا نتوسل الیک بنبینا و انا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقو○ الٰہی ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش مانگتے تھے تو بارش بھیجتا تھا اور اب ان کے چچا کے وسیلے سے بارش مانگ رہے ہیں۔ بارش بھیج۔ پس بارش آتی تھی۔ معلوم ہوا کہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے۔ زندہ کو وسیلہ پکڑنا جائز۔ دیکھو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے محبوب کریم ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا وسیلہ پکڑا۔ نبی ﷺ کا وسیلہ چھوڑ دیا۔

☆ یہ ان دیوبندیوں وہابیوں کا اعتراض ہے۔ جو زندہ بزرگوں کے وسیلہ کے قائل ہیں وفات یافتہ کے وسیلہ کے منکر ہیں۔

جواب: اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ پکڑنا منع ہے تو چاہیئے کہ محبوب کریم ﷺ کی وفات کے بعد کلمہ شریف میں سے محبوب کریم ﷺ کا اسم شریف علیحدہ کر دیا جاتا۔ صرف لا الہ الا اللہ رکھا جاتا ہے۔ درود شریف ختم کر دیا جاتا کیونکہ یہ سب حضور پرنور ﷺ سے وسیلہ ہی تو ہیں۔ حالانکہ یہ سارے کام باقی رہ گئے۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ مصطفیٰ ﷺ بعد وفات بھی ویسے ہی ہے۔ ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ راحت جاں ﷺ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محبوب کریم ﷺ کے بال شریف اور لباس شریف دھو کر بیماروں کو پلاتے اور صحت ہوتی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بارش کے لئے روضہ پاک کی چھت کھلوا دی۔ قبر شریف کھول دی اور بارش آئی قرآن پاک فرما رہا ہے کہ راحت جاں ﷺ سے پہلے والی امتیں محبوب دو جہاں ﷺ کے اسم شریف کے وسیلہ سے دعائیں مانگتی تھیں: وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد ان کے نعلین شریف، ٹوپی شریف کے

طفیل فتح حاصل کی جاتی تھی۔ فیه بقیة مما ترک ال موسی و ال هرون تحمله الملئکة

☆ موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے بعد مسلمانوں کی امداد فرمائی کہ پچاس نمازوں کی پانچ کرادیں۔ بتاؤ یہ وفات یافتہ بزرگوں کا وسیلہ ہے کہ نہیں نیز جب محبوب کریم ﷺ کی پیدائش سے پہلے ان کے اسم مبارک کے وسیلہ سے دعائیں قبول ہوتی تھیں تو کیا اب ان کے اسم شریف کی تاثیر بدل گئی۔ ہرگز نہیں۔

☆ دوسرا تحقیقی جواب یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا فرمان بتا رہا ہے کہ راحت دوجہاں ﷺ کے صدقے سے ان کے اولیاء کا بھی وسیلہ جائز ہے یعنی وسیلہ نبی سے خاص نہیں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نبی نہ تھے' ولی تھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ جس کو نبی ﷺ سے نسبت ہو جائے۔ اس کا وسیلہ جائز ہے کیونکہ وہ فرماتے ہیں۔

وانا نتوسل الیک بعم نبینا

☆ یعنی ہم اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے چچا کے وسیلہ سے بارش مانگتے ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں امام قسطلانی شرح بخاری میں فرماتے ہیں:
ای بوسیلة الرحم التی بیته وبین النبی ﷺ یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اس لئے دعا کی کہ ان کو محبوب کریم ﷺ سے قربت تھی۔

☆ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث سے وسیلہ اولیاء ثابت کیا۔ چنانچہ وہ شرح حصن حصین میں آداب الدعا وسیلہ اولیاء کے تحت فرماتے ہیں۔

☆ "قصہ استسقاء عمر ابن الخطاب بعباس ابن عبدالمطلب ازیں باب است یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش مانگنا اسی وسیلہ اولیاء سے ہے۔

☆ اسی حصن حصین کی شرح میں اسی مقام پر ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

و هو من المندو بات و فی صحیح البخاری الاستسقاء حدیث عمر انا کنا نتوسل الیک نبینا صلی الله علیه وسلم و انا نتوسل الیک بعم نبیک فاسقنا فیسقو ولحدیث عثمان ابن حنیف فی شان الاعمی

یعنی دعاء میں انبیاء اولیاء کا وسیلہ پکڑنا مستحب ہے۔ بخاری کی اس روایت کی وجہ سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بوسیلہ عباس رضی اللہ عنہ کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ابن حنیف کی روایت کی وجہ سے نابینا کی دعائیں۔

☆ ہاں! اگر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ فرماتے کہ مولا اب تک ہم تیرے نبی پاک ﷺ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے اب ان کی وفات کے بعد ان کا وسیلہ چھوڑ دیا۔ اب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے طفیل دعا کرتے ہیں۔ تب تمہاری دلیل درست ہوتی مگر نفی کا ذکر نہیں لہٰذا دلیل غلط ہے۔ انبیاء اولیاء کا وسیلہ صحیح ہے

اعتراض:11 حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے پاس زکوۃ نہ دینے والے اپنی سروں پر گائے، بھینسیں، بکریاں لادے ہوئے آئیں گے اور ہم سے شفاعت کی درخواست کریں گے۔ ہم یہ فرما کر ان کو ہٹا دیں گے کہ ہم نے تم تک احکام پہنچا دیئے تھے تم نے کیوں عمل نہ کیا۔ اب شفاعت کیسی؟

☆ اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ زکوۃ نہ دینے والے مجرموں کا وسیلہ کوئی نہیں۔ جب حضور ﷺ کا وسیلہ کام نہ آیا تو دوسروں کا وسیلہ بدرجہ اولیٰ کام نہیں آسکتا۔ چنانچہ بخاری شریف کتاب الزکوۃ باب اثم مانع الزکوۃ میں ہے: ولا یاتی احدکم یوم القیامۃ ببعیرۃ یحمله علی عنقه له رغاء فیقول یامحمد فاقول لا املک لا شیبا قد بلغت

ضروری نوٹ: یہ واہیات اعتراض مولوی مودودی صاحب کا ہے جو زمانہ موجودہ کے مجدد' مجتہد' اور نہ معلوم کیا کیا بنے رہے ہیں۔

جواب: اس اعتراض کے دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ معاملہ ان لوگوں سے ہو گا جو زکوۃ کی فرضیت کے منکر ہو گئے تھے جیسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شروع زمانہ خلافت میں ہوا اور جن پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جہاد فرمایا اور زکوۃ کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور کافروں کے لیئے نہ وسیلہ ہے' نہ شفاعت لہٰذا اس کا تعلق مسلمانوں سے نہیں۔

☆ دوسرا جواب یہ کہ اس حدیث میں شفاعت نہ کرنے کا ذکر ہے نہ کہ شفاعت نہ کر سکنے کا۔ یعنی محبوب کریم ﷺ شفیع مختار اور وسیلہ بااختیار ہیں۔ اگر چاہیں کریں نہ چاہیں نہ کریں۔ ان پر ناراضگی ظاہر فرمانے کے لیئے یہ ارشاد ہو گا۔ اگر اس حدیث کے یہ مطلب نہ ہوں تو اس حدیث شریف کے مخالف ہو گی۔

شفاعتی لاهل الکبائر من امتی

☆ میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ والوں کے لیئے ہو گی نیز ان تمام آیات قرآنیہ کے خلاف ہو گی جو پہلے باب میں مذکور ہوئیں۔

ضروری نوٹ: وسیلہ دو طرح کے ہیں ایک مجبور جیسے سورج روشنی کا وسیلہ ہے اور بارش رزق کا۔ قرآن کریم رب کی بخشش کا' ماہ رمضان عفوسیات کا۔

دوسرا بااختیار جیسے انبیاء و اولیاء کی شفاعت اور دنیا میں حکیم وکیل حاکم' شفاو عدل کے وسیلے ہیں کہ کریں یا نہ کریں۔ اس حدیث شریف میں جو معترض نے پیش کی۔ راحت دوجہاں ﷺ کے خداداد اختیار کا ذکر ہے۔

اعتراض:12 بخاری شریف حدیث غار میں ہے کہ تین شخص جنگل میں جا رہے

تھے کہ بارش آگئی۔ پناہ پکڑنے کے لئے غار میں گھس گئے۔ ایک چٹان پتھر کی غار کے منہ پر گری۔ جس سے غار کا منہ بند ہو گیا تو ان لوگوں نے اپنے نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کی۔ ایسی شدت کے موقع پر کسی پیر کا وسیلہ انہوں نے نہیں پکڑا بلکہ اپنے اعمال کا۔ معلوم ہوا کہ بندے کا وسیلہ پکڑنا جائز نہیں۔

جواب : اس حدیث شریف میں صرف یہ ہے کہ ان شخصوں نے اعمال کے وسیلہ سے دعا کی۔ یہ کہاں ہے کہ بزرگوں کا وسیلہ جائز ناجائز ہے دعوی کچھ اور ہے دلیل کچھ اور ہے اعمال کا وسیلہ جائز ہے اور بزرگوں کا بھی ایک جائز پر عمل کرنے سے دسرا جائز کیسے حرام ہو گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں جاتے وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام کے عرض کرنے پر بھی اس آفت کے دور ہونے کی دعا نہ کی۔ حاکم کائنات ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر یہ اعتراض نہایت ہی لغو ہے۔

اعتراض:13 شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

نداریم غیر از تو فریاد رس

☆ پتہ لگا کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی فریاد نہیں سنتا۔ پھر وسیلہ کیسا اگر وسیلہ مانو تو غیر خدا کو فریاد رس ماننا پڑے گا۔

جواب اس جگہ حقیقی فریاد رس مراد ہے۔ اس کی نفی ہے خدا کے حکم سے اس کے پیارے بندے فریاد رس ہیں۔ یہی شیخ سعدی علیہ الرحمتہ گلستان میں فرماتے ہیں۔ ؎

ہر کہ فریاد رس روز مصیبت خواہد
گو در ایام سلامت بجوانمردی کوش

☆ جو چاہتا ہے کہ مصیبت کے دن میرا کوئی فریاد رس بنے اس سے کہہ دو کہ آرام کے زمانے میں لوگوں سے اچھا سلوک کرے۔

☆ ایک دوا کا نام شربت فریاد رس ہے۔ کہو یہ نام شرک ہے یا نہیں؟

تعجب ہے کہ شربت تو فریاد رس بن جائے مگر محبوب کبریاء ﷺ فریاد رس نہ ہوں۔

اعتراض:14 بوستان میں ہے۔

به تہدید گر بر کشد تیغ حکم

بمانند کرو بیاN صم و بکم

☆ یعنی اگر اللہ تعالیٰ ڈرانے کے لئے حکم کی تلوار کھینچے تو جن فرشتے بھی گونگے اور بہرے رہ جائیں گے۔

☆ کہیں شیخ سعدی علیہ الرحمتہ جیسے بزرگ فرشتوں جیسی معصوم جماعت کو بیکار فرمارہے ہیں۔ میں اوروں کے وسیلہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

جواب : جناب! یہاں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں یہ بات کہی گئی ہے یعنی اگر وہ غضب فرمادے تو کوئی اس کے مقابل دم نہیں مار سکتا۔ یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ گفتگو تو اس بارے میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت اور اس کی مرضی سے اس کے مقبول بندے مجرم بندوں کی سفارش کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے طفیل گنہگاروں کے گناہ بخش دیتا ہے۔ یہ وسیلہ ہے اس شعر کو وسیلہ کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں شیخ سعدی قدس سرہ کا یہ شعر نہ دیکھا۔

چہ باشد کہ مشتے گدایان خیل

بمہمان دارالسلامت طفیل

☆ یا رسول اللہ ﷺ! کیا اچھا ہو کہ ہم جیسے مٹھی بھر فقیر آپ کے طفیل جنت کے مہمان خانہ میں پہنچ جائیں۔ نیز فرماتے ہیں۔

خدایا بحق بنی فاطمہ

کہ برقول ایمان کنی خاتمہ

☆ الٰہی! حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی اولاد کے طفیل میرا خاتمہ ایمان پر ہو یہ صاف بزرگوں کا وسیلہ ہے۔ نیز فرماتے ہیں۔

شنیدم که در روز امید وہم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

☆ قیامت کو نیکوں کے وسیلہ سے خدائے کریم گنہگاروں کو بخش دے گا۔

اعتراض:15 اگر اللہ کے مقبول بندے خدا رسی کا وسیلہ بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ کو پالینے کے بعد ان کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ جیسے ریل گاڑی میں اسی وقت تک بیٹھتے ہیں جب تک کہ منزل مقصود تک پہنچیں۔ منزل مقصود پر پہنچ کر اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ مسلمان نے کلمہ پڑھ لیا رب کو پالیا۔ اب بزرگوں کی کیا ضرورت رہی۔

جواب: وسیلے دو طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک محض وسیلہ جیسے سفر کے لئے ریل گاڑی۔ دوسرا یہ وسیلہ جس سے مقصد وابستہ ہے۔ جیسے روشنی کے لئے چراغ۔ پہلی قسم کا وسیلہ مقصود پر پہنچ کر چھوڑ دیا جائے گا لیکن دوسری قسم کا وسیلہ کبھی نہیں چھوٹ سکتا۔ ورنہ فوراً مقصود تو اندھیرا ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو نور فرمایا۔ کہیں سراج منیر یعنی چمکتا ہوا سورج۔ مقصد یہ ہے کہ جیسے آفتاب کی ضرورت ہمیشہ ہے۔ ایسے ہی پیارے! دنیا کو تمہاری حاجت دائمی ہے اس لئے قبر میں ان کے نام پر کامیابی اور حشر میں ان کے دم پر نجات رکھی ﷺ۔

اعتراض:16 جب خدا تعالیٰ سب کا رب ہے اور ان کا نام رب العلمین ہے تو پھر وسیلہ کی کیا ضرورت ہے۔ ہر شخص اس کے دروازے پر بلاواسطہ جائے اور فیض وسیلہ کا مسئلہ اس کے رب العلمین ہونے کے خلاف ہے۔

جواب: اس اعتراض کے دو جواب ہیں ایک الزامی دوسرا تحقیقی۔ الزامی جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رازق العبادہ لا اور شافی الامراض ہے پھر تم رزق تلاش کرنے کے لئے امیروں کے پاس اور شفا لینے کے لئے حکیموں کے پاس کیوں جاتے ہو۔ تمہارا ان لوگوں کے پاس جانا بھی خدا تعالیٰ کے رازق اور شافی ہونے

کے خلاف ہے۔ وہ احکم الحاکمین ہے پھر مقدمہ کچہری کے حکام کے پاس کیوں لے جاتے ہو؟

☆ جناب! وسیلے اللہ تعالیٰ کے دروزے ہیں یا اس کے چکر۔ ان کے ہاتھوں سے جو کچھ ہوتا ہے وہ رب تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ انبیائے کرام اللہ تعالیٰ کے مختار خدام ہیں۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ ان وسیلوں کی ضرورت رب تعالیٰ کو نہیں بلکہ ہم کو ہے جیسے روٹی کو توے کے زریعے سے گرم کیا جاتا ہے۔ تو آگ گرم کرنے میں توے کی محتاج نہیں بلکہ روٹی کو احتیاج ہے۔

☆ رب تعالیٰ سب کا ہے مگر اس کی ربوبیت کے مظہر یہ چیزیں ہیں۔ سانپ اس کی قہاریت کا مظہر ہے اور دیگر آرام وہ چیزیں اس کی رحمت کی تجلی گاہ ہیں۔

اعتراض:17 وسیلہ کے مسئلہ سے لوگ بد عمل ہو جائیں گے۔ جب انہیں خبر ہوگی کہ حضور ﷺ بخشوالیں گے تو پھر عمل کرنے کی زحمت کیوں گوارہ کریں؟

جواب: یہ اعتراض ایسا ہے کہ جیسے آریہ کہتے ہیں کہ توبہ کے مسئلہ سے بد عملی اور زکوۃ کے مسئلہ سے بیکاری بڑھ جاتی ہے کیونکہ جب مسلمانوں کو خبر ہے توبہ سے گناہ بخشے جاتے ہیں تو پھر خوب گناہ کرکے توبہ کرلیا کریں گے اور جب غریبوں کو خبر ہو کہ مالداروں کی زکوۃ ہزاروں روپیہ سالانہ نکلتی ہے پھر کمائی کریں۔ جب ملے یوں تو محنت کرے کیوں؟ جو اس کا جواب ہے وہی اس اعتراض کا ہے۔

☆ جناب! جیسے توبہ کی قبول کا یقین مالداروں کی زکوۃ ملنے کا یقین ملے یا نہ ملے۔ ایسے ہی اگر بد عملی کی گئی تو یقین نہیں وسیلہ نصیب ہو یا نہ ہو۔ میں تو کہتا ہوں کہ وسیلہ کے انکار سے بد عملی بڑھے گی۔ کیونکہ جب گنہگار شفاعت سے مایوس ہوگا تو خوب گناہ کرے گا کہ دوزخ میں تو جانا ہی ہے لاؤ دس گناہ اور کرلو۔ شیخ فرماتے ہیں۔

نہ بینی کہ چن گربہ عاجز شود
بر آرد چنگال چشم پلنگ

☆ جب تک بلی کو جان بچنے کی امید رہتی ہے تب تک چیتے سے بھاگتی ہے مگر جب پھنس کر جان سے مایوس ہو تو چیتے پر حملہ کر دیتی ہے۔ مایوسی دلیری پیدا کرتی ہے۔

اعتراض:18 مشرکین عرب اسی لئے مشرک ہوئے کہ وہ بتوں کو رب کا بندہ تو سمجھتے تھے مگر ان سے غائبانہ مدد مانگتے تھے اور انہیں خدا رسی کا وسیلہ جانتے تھے۔ وہ کسی بت کو خالق یا مالک نہیں مانتے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ ولین سالتھم من خلق السموت والارض لیقولن اللہ اور اگر آپ مشرکوں سے پوچھیں کہ آسمانوں اور زمینوں کو کس نے پیدا کیا تو وہ کہیں گے اللہ تعالیٰ نے۔

☆ معلوم ہوا کہ وہ مشرک صرف اس لئے مشرک ہوئے کہ انہوں نے رب کے بندوں کو بندہ مان کر انہیں حاجت روا' مشکل کشا' فریاد رس مانا۔ اسی طرح تم بھی نبیوں ولیوں کو مانتے ہو تم اور وہ برابر ہو۔

جواب: ایک ہے رب تعالیٰ کی قدرت اور ایک ہے رب کا قانون' قدرت تو یہ کہ رب تعالیٰ چاہے تو ہر چھوٹا بڑا کام بغیر کسی وسیلہ کے خود ہی کرے۔ قدرت کا اظہار اس آیت شریف میں ہے۔ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون اس کی شان تو یہ ہے کہ کسی چیز کو چاہے تو کن فرما دے۔ تو وہ شے ہو جائے۔

☆ اس قانون کا اظہار صدہا آیات میں ہے۔ مثلاً"

قل یتوفکم ملک الموت الذی و کل بکم فرما دو تمہیں ملک الموت موت دے گا جو تم پر مقرر کر دیا گیا ہے۔

و یزکیھم و یعلمھم الکتب و الحکمۃ نبی ﷺ انہیں پاک فرماتے اور

کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔

و قل رب ارحمهما کما ربیانی صغیراO کہو کہ یااللہ! جیسے میرے ماں باپ نے صغر سنی میں مجھے پرورش فرمایا تو بھی ان پر رحم فرما۔ دیکھو موت دینا' پاک کرنا' پالنا رب تعالیٰ کا کام ہے مگر بندوں کے ذریعہ ہوا۔

☆ مشرکین کا عقیدہ یہ تھا کہ ایک خدا اتنے بڑے جہان کا انتظام نہیں فرما سکتا۔ لہٰذا اس نے اپنے بعض بندے اپنی مدد کے لیئے عالم سنبھالنے کے لیئے مقرر کیئے ہیں۔ یعنی انہوں نے بندوں کو رب تعالیٰ کے برابر کر دیا۔ لہٰذا وہ مشرک ہوئے۔ اسی لیئے قیامت میں وہ بتوں سے کہیں گے۔ ان کنا لفی ضلال مبین از نسویکم برب العالمینO خدا کی قسم ہم کھلی گمراہی میں تھے کہ ہم تمہیں خدا کے برابر سمجھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ وہ بتوں کو بندہ مان کر رب تعالیٰ کو ان کا حاجتمند مانتے تھے۔ قران کریم اسی وسیلہ کی تردید فرماتا ہے: لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل و کبره تکبیراO یعنی رب تعالیٰ نے نہ اپنا بچہ بنایا نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی ولی ہے۔ یعنی اس نے جو اولیاء مقرر فرمائے وہ اپنی شان ظاہر کرنے کے لیئے بنائے نہ کہ کمزوری اور عاجزی کی وجہ سے۔

☆ پتہ لگا کہ مشرک اللہ تعالیٰ کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ رب تعالیٰ کے بعض بندے اس لیئے ان کے ولی ہیں کہ خدا اتنے بڑے کام پر خود قادر نہیں۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں۔ مشرکین اولیاء کو ایسا مانتے تھے۔ جیسے کونسل کا ممبر اور مسلمان اولیاء کو ایسا مانتے ہیں جیسے بارگاہ عالیہ کے خدام اور کارندے۔ لہٰذا وہ مشرک تھے اور یہ مومن رہے۔ غرضیکہ جو رب تعالیٰ کی قدرت کا منکر ہو وہ مشرک ہے اور جو قدرت مان کر رب کے قانون کا منکر ہے وہ وہابی ہے۔

ضروری نوٹ: ہم اپنی زندگی میں غور کریں تو معلوم ہو گا کہ دنیا کی کوئی نعمت ہمیں بغیر وسیلہ نہیں ملی۔ پیدائش و پرورش ماں باپ کے وسیلہ سے، علم و ہنر استاد کے وسیلہ سے، تندرستی حکیم کے وسیلے سے، موت ملک الموت کے وسیلہ سے، غسل غسال کے وسیلہ سے، کفن درزی کے وسیلہ سے، دفن گورکن کے وسیلہ سے پھر آخرت کی نعمتیں تو دنیاوی نعمتوں سے کہیں زیادہ اور بغیر وسیلہ کیسے مل سکتی ہیں۔ کلمہ، قرآن، روزہ، نماز، رب کی پہچان، غرضیکہ، یہ ساری نعمتیں محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ سے ملیں پھر وسیلہ کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل۔

نوٹ: ساری عبادات کا فائدہ صرف انسانوں کو ہوتا ہے۔ مگر وسیلہ کا فائدہ انسان، جن، فرشتہ، جانور بلکہ درخت، زمین، زمان، سب کو ہوتا ہے۔ مکہ معظمہ محبوب کریم ﷺ کے وسیلہ سے افضل ہوا کوہ طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے اعلیٰ ہوا۔ آب زم زم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے طفیل سے متبرک ہوگیا۔ ایوب علیہ السلام کو شفا دینے کے لیئے فرمایا گیا۔ ارکض برجلک هذا مغتسل بارد و شراب

☆ اپنا پاؤں زمین پر رگڑو اس سے جو پانی کا چشمہ پیدا ہو اسے پیو اور اس سے غسل کرو۔ چنانچہ اس سے آپ کو شفا ہوئی۔ معلوم ہوا کہ بزرگوں کا دھوون ان کے پاؤں کے وسیلہ سے شفا بن جاتا ہے۔ غرضیکہ بزرگوں کا وسیلہ ہر چیز کو فائدہ پہنچاتا ہے۔

اعتراض:19 موجودہ وہابی یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان خواہ کتنا ہی بزرگ ہو۔ مرنے کے بعد اس جہان سے بے خبر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اسے بالکل خبر نہیں رہتی۔ دیکھو! اصحابِ کہف تین سو سال تک سو کر جب جاگے تو انہوں نے سمجھا ہم دن بھر سوئے۔ حضرت عزیر علیہ السلام سو برس تک وفات یافتہ رہ کر جب زندہ کیئے گئے تو رب نے پوچھا کم لبثت؟ تم یہاں کتنے دن ٹھہرے؟ تو عرض

کیا۔ لبثت یوما او بعض یوم میں دن یا اس سے بھی کم ٹھہرا۔ فرمایا گیا: بل لبثت مائۃ تم یہاں سو برس رہے اگر ان کی توجہ اس جہاں پر ہوتی تو اس مدت کے اندازہ میں کیوں غلطی کرتے۔ جب اتنے بزرگوں کو یہاں سے کچھ تعلق نہیں رہتا تو دیگر اولیاء اللہ کا ذکر ہی کیا ہے جب یہ لوگ یہاں سے ایسے بے تعلق ہیں تو ان کی قبروں پر جا کر ان کے وسیلہ سے دعا کرنا یا ان سے حاجت مانگنا ہی عبث ہے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے وفات کے بعد اس دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں کی خبر رکھتے ہیں۔ معراج شریف کی رات سارے پیغمبروں نے راحت دو جہاں ﷺ کے پیچھے بیت المقدس میں نماز پڑھی حجۃ الوداع کے موقعہ پر بہت سے پیغمبروں نے شرکت کی جس کی خبر مخبر صادق ﷺ نے دی۔

☆ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے معراج شریف کی رات پچاس نمازوں کی پانچ کرا دیں۔ اگر وہ حضرات اس عالم میں پہنچ کر ادھر سے بے خبر ہو جاتے ہیں تو انہیں محبوب کریم ﷺ کی معراج اور حجۃ الوداع کی خبر کیسے ہوئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نماز کم کرانے کی کیا ضرورت پڑی؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے: و سئل من ارسلنا من قبلک من رسولنا اجعلنا من دون الرحمن الھۃ تعبدون ۝ اے محبوب ﷺ اپنے سے پہلے پیغمبروں کو پوچھو کیا ہم نے خدا کے سوا اور معبود بنائے ہیں؟ اگر وہ پیغمبر اس دنیا سے بے خبر ہو گئے تو پھر پوچھنا کیسا؟

☆ مردہ قبرستان میں آنے والے کی آہٹ سنتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے۔ اصحاب کہف اور حضرت عزیر علیہ السلام کے معجزے اور کرامت کا دکھانا منظور تھا۔ اس لئے رب تعالیٰ نے انہیں خصوصیت سے اس دنیا سے بے توجہ کر دیا۔ اگر اصحاب کہف کو اپنے سونے کی مدت کا پتہ ہوتا تو بازار میں نہ آتے اور کرامت لوگوں پر ظاہر نہ ہوتی جیسے کہ محبوب دو جہاں ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا

دل جاگتا رہتا ہے۔ صرف آنکھ سوتی ہے مگر تعریس کی رات رب نے محبوب کریم ﷺ کے دل کو اپنی طرف متوجہ فرمالیا اور نماز فجر قضا ہو گئی تاکہ امت کو نماز قضا پڑھنے کا طریقہ معلوم ہو جائے۔

☆ اگر نبی ولی وفات کے بعد اس طرف سے بالکل بے تعلق ہو جاتے ہیں تو ہمارے درود و سلام محبوب دو جہاں ﷺ تک کیسے پہنچتے ہیں۔ نیز مردوں کو ثواب کیسے پہنچتا ہے۔ ایسے شخص کو سلام کرنا منع ہے جو جواب نہ دے سکے۔ جیسے سونے والا، استنجا والا، نمازی اور اذان کی حالت اگر محبوب کریم ﷺ سنتے ہی نہیں اور جواب نہیں دے سکتے تو ان کو سلام کرنا منع ہونا چاہیئے تھا۔

☆ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام پر حقیقتاً سو سال گزرے ہوں لیکن جتنا ایک دن جیسے قیامت کا دن ہزاروں سال کا ہو گا۔ مگر مومن کے لیئے ایک نماز کے برابر ہو گا۔ وہاں دونوں کا اثر موجود تھا کہ گدھے پر سو سال گزر گئے تھے اور شربت پر ایک دن لہٰذا عزیر علیہ السلام کا ایک دن فرمانا بھی ٹھیک تھا۔ وہ جتنے کے لحاظ سے تھا اور رب تعالیٰ کا اسے سو سال فرمانا بھی ٹھیک تھا کہ وہ حقیقت پر مبنی تھا۔

اعتراض:20 نبی ﷺ نے بہت کوشش کی کہ ابو طالب ایمان لے آئیں مگر نہ لائے تو آپ کیا کر سکتے ہیں بلکہ آیت اتری انک **لا تھدی من احببت** جس سے تم محبت کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ جب اپنے پیاروں کا وسیلہ نہیں بن سکتے تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔

جواب: اس آیت کا مطلب ظاہر ہے کہ جس سے آپ محبت کریں اسے ہدایت نہیں دے سکتے۔ کیونکہ آپ **رحمتہ اللعالمین** ہیں۔ ہر بشر سے محبت فرماتے سب ہی پر کرم کرتے ہیں۔ کافر ہو یا مومن، مخلص ہو یا منافق مگر ہدایت اسے ملے گی جو آپ سے محبت کرے اور آپ سے جو محبت کرے گا وہ آپ کی بات مانے گا۔ ابو طالب نے آپ سے محبت نہ کی اور آپ کی بات نہ مانی۔ کلمہ نہ پڑھا لہٰذا

ہدایت نہ پاسکے۔ اس میں خود ان کا اپنا قصور ہے۔ اگر آفتاب سے روشنی حاصل نہ کرسکے تو اس کا نصیب۔ آفتاب دینے میں کوتاہی ہے نہ کرتا پھر بھی ابو طالب کو راحت دو جہاں ﷺ کی خدمت کا یہ فائدہ پہنچ گیا کہ وہ دوزخ میں نہیں رکھے گئے بلکہ آگ کے جھیرے میں ہیں۔ جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث میں ہے۔

اعتراض:21 نبی ﷺ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی کوئی مدد نہ کی تو اوروں کی مدد بھی نہیں کرسکتے پھر وسیلہ کیسا؟

جواب: حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس وقت راحت دو جہاں ﷺ سے مدد مانگی ہی نہیں تاکہ صبر میں فرق نہ آئے۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آگ میں جاتے وقت رب سے مدد نہ مانگی۔ نیز حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی یہ استقامت کہ اتنی شدید اور سخت مصیبتوں میں ثابت قدم رہے۔ حضور ﷺ کی مدد سے ہوئی۔

اعتراض:22 قرآن شریف سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہ السلام اپنی زندگی میں بھی دنیا سے بے خبر رہتے ہیں۔ دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام نے ہدہد کو گم پاکر لوگوں سے پوچھا کہ ہدہد کو میں نہیں دیکھتا۔ اگر واقف تھے تو پوچھا کیوں؟ نیز ہدہد نے آکر کہا میں وہ چیز دیکھ کر آیا ہوں جو آپ نے نہیں دیکھی یعنی بلقیس اور اس کا تخت۔ دیکھو ہدہد کی خبر سے پہلے آپ کو نہ بلقیس کا پتہ لگا نہ شہر سبا کا۔ جب وہ کسی کی خبر ہی نہیں رکھتے تو وسیلہ کیسے بن سکتے ہیں۔

جواب: اس آیت میں یہ کہاں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر نہ تھی۔ ہدہد نے آپ کی بے خبری کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ عرض کیا۔ انی احطت بمالم تحط بہ میں اس چیز کا احاطہ کرکے اور دیکھ کر آیا ہوں جس کو آپ نے جاکر نہ دیکھا اور واقعی آپ اس وقت تک وہاں بایں جسم شریف نہ گئے تھے۔ خبر تو آپ کو تھی مگر اظہار نہ تھا تاکہ پتہ لگے کہ پیغمبر کی صحبت میں رہنے والے جانور بھی ہزاروں کے لئے ایمان کا وسیلہ بن جاتے ہیں۔ دیکھو ہدہد ہی کے ذریعہ سے

سارے یمن والوں اور بلقیس وغیرہ کو ایمان نصیب ہوا اور بھی ہزارہا اس میں حکمتیں تھیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے بادشاہ بن کر بھی اپنے والد ماجد کو خبر نہ بھیجی۔ اس لئے نہیں کہ آپ ان سے بے خبر تھے بلکہ وقت کا انتظار تھا اور آپ کی انتہائی عظمت کا ظہور ہونے والا تھا کہ قحط سالی میں تمام عالم کا رزق آپ کے ہاں پہنچا اور سب لوگ روزی میں آپ کے حاجتمند کیئے گئے۔

☆ اچھا بتاؤ کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف کو بلقیس کا تخت لانے کا حکم فرمایا تو انہوں نے نہ تو کسی ملک یمن کا پتہ پوچھا اور نہ بلقیس کا گھر دریافت کیا نہ تخت کی جگہ تلاش کی بلکہ پلک جھپکنے سے پہلے تخت لا کر حاضر کر دیا۔ انہیں بھی بلقیس کے سارے مقامات کی خبر تھی یا نہیں تھی اور ضرور تھی تو جن کی صحبت میں رہ کر یہ کمال حاصل کیا تھا۔ وہ بے خبر ہوں یہ ناممکن ہے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب جس کے پاس کتاب کا علم تھا انہوں نے کہا انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک میں تخت بلقیس آپ کے پلک جھپکنے سے پہلے لے آؤں گا۔ بتاؤ وہ کتاب آصف نے کس سے پڑھی تھی۔ خود حضرت سلیمان علیہ السلام سے تعجب ہے کہ شاگرد کو خبر ہو اور استاد کو نہ ہو۔ رب تعالیٰ سمجھ دے۔ غرضیکہ آپ کو علم تھا مگر وقت سے پہلے اظہار نہ تھا۔ طلب وسیلہ برائے حصول مرادات از خدائے تعالیٰ چیزے دگر است۔

اعتراض:23 رب تعالیٰ فرماتا ہے: فیغفر لمن یشاء و یعذب من یشاء رب تعالیٰ جسے چاہے گا بخش دے گا اور جسے چاہے گا عذاب دے گا۔ جن نبیوں اور ولیوں کو تم مغفرت کا وسیلہ سمجھتے ہو خود ان کی مغفرت کا یقین نہیں۔ نہ معلوم ان کی بخشش ہو یا نہ ہو۔ اگر وہ تمہارے وسیلے ہیں تو بتاؤ اگر خدا تعالیٰ انہیں پکڑے تو ان کا وسیلہ کون بنے گا۔ من یشاء میں من ہے۔ نبی ولی سب کو شامل ہے۔ (بعض بے ادب دیوبندی)

جواب اس کے جواب دو ہیں۔ ایک عالمانہ ' دوسرا صوفیانہ

☆ عالمانہ جواب یہ ہے کہ بندے تین طرح کے ہیں ایک وہ جن کے جہنمی ہونے کی خبر دی گئی جیسے ابولہب اور اس کی بیوی جمیلہ۔ جن کے بارے میں فرمایا گیا: سیصلی نارا ذات لهب و امراته یہ اور اس کے بیوی عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔ دوسرے وہ جن کے جنتی ہونے کی خبر دی گئی۔ فرمادیا گیا۔ رضی الله عنهم ورضوا عنه اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ یا فرمادیا: کلا وعد الله الحسنی اللہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت کا وعدہ کر لیا۔ تیسرے وہ جن کے متعلق کوئی خبر نہ دی گئی۔ جیسے ہم لوگ پہلی جماعت کا دوزخی ہونا اور دوسری جماعت کا جنتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا۔ تمہاری پیش کردہ آیات میں تیسری جماعت مراد ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

☆ صوفیانہ جواب یہ ہے کہ اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے نیک اعمال کی توفیق دے کر جنتی بناتا ہے اور جسے چاہتا ہے اسے گمراہ کر کے جہنمی بناتا ہے۔ یعنی لوگوں کے جنتی اور جہنمی ہونے کا ارادہ ہو چکا۔ قیامت میں اس کا ظہور ہو گا۔ ہر ایک کے متعلق قلم چل چکا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ جس نیک کار کو چاہے جہنمی کر دے اور جس کافر کو چاہے جنتی بنادے بلکہ جس کو جہنمی ہونا چاہ وہ جہنمی ہو چکا اور جس کو جنتی ہونا چاہا جنتی ہو چکا۔ اب اس کا برعکس ہونا اس آیت کے خلاف ہو گا۔

اعتراض:24 قرآن کریم فرمارہا ہے کہ کفار نے نبی ﷺ سے مطالبہ کیا کہ لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا (الایہ) یعنی ہم اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے جب تک کہ آپ زمین سے چشمے جاری نہ کر دیں۔ یا آپ کے پاس کھجور و انگور کا باغ نہ ہو۔ جس کے بیچ میں نہریں ہوں۔ (الخ) اس کے جواب میں فرمایا گیا: قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولاO کہ

سبحان اللہ میں تو صرف رسول بشر ہوں مجھ میں طاقت نہیں۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ نبی میں کوئی طاقت اور زور نہیں بندہ مجبور ہیں ورنہ انہیں یہ معجزے دکھا کر مسلمان کر لیا جاتا۔ دوسرے یہ کہ پانی کے چشمے بہانا۔ باغ اگانا یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے نبی ولی کا نہیں۔ اسی طرح بیٹی بیٹا بخشنا' عزت ذلت دینا' مرادیں پوری کرنا خدا کا کام ہے کسی کو ان چیزوں کا وسیلہ ماننا بھی اس آیت کے خلاف ہے۔

جواب: نبی میں اس سے کہیں زیادہ طاقت ہے۔ یہ کہو کہ ان کے مطالبہ پر اپنی طاقت دکھائی نہیں کیونکہ وہ ایمان لانے کی نیت سے یہ مطالبہ نہ کرتے تھے بلکہ نبی کا زور آزمانے کے لیئے کرتے تھے اور جس قوم نے نبی کا زور آزمایا وہ مٹا دی گئی۔ فرعون' نمرود' قوم عادو ثمود ان سب نے نبی کا زور دیکھنا چاہا زور دکھایا گیا مگر وہ ایمان نہ لائے ہلاک ہو گئے حاکم کائنات ﷺ نے انگلیوں سے چشمے بہا دیئے وہ تو کھجور و انگور کے باغ کا مطالبہ کرتے تھے۔ محبوب کبریاء ﷺ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا۔ ڈوبے ہوئے سورج کو لوٹایا۔ کھاری کنوئیں کو میٹھا بنایا' لکڑیوں' کنکریوں سے اپنا کلمہ پڑھوایا۔ فقیروں کو بادشاہ بنا دیا۔ جس کو چاہا غنی کر دیا۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا ہے۔

بوریا ممنون خواب راحتش
تاج کسریٰ زیر پائے امتش

عقلی دلائل:

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے حسب ذیل دلائل سے۔

(1) رب تعالیٰ غنی اور ہم سب فقیر' جیسا کہ ارشاد تبارک و تعالیٰ ہے۔ واللہ الغنی و انتم الفقراء اور وہ غنی ہمیں بغیر وسیلہ کے کوئی نعمت نہیں دیتا۔ ماں باپ کے وسیلہ سے جسم دیتا ہے استاد کے ذریعہ علم' پیر کے ذریعہ سے ایمان' مالداروں کے ذریعہ سے دولت فرشتہ کے ذریعہ سے شکل' ملک الموت

کے ذریعہ سے موت۔ غرضیکہ کوئی نعمت بغیر وسیلہ نہیں دیتا۔ تو ہم فقیر و محتاج ہو کر بغیر وسیلہ کے اس سے کیسے لے سکتے ہیں۔ وہ داتا اور غنی اور ہم منگتے اور فقیر اگر ہم نے بغیر وسیلہ اس سے لے لیا تو اس سے بڑھ گئے۔

(2) دنیا ادنیٰ اور تھوڑی ہے۔ آخرت اعلیٰ اور زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قل متاع الدنیا قلیل اور فرماتا ہے: والاخرۃ خیر وابقی جب دنیا حقیر چیز بغیر وسیلہ نہیں ملتی تو آخرت جو دنیا سے اعلیٰ ہے بغیر وسیلہ کیونکر مل سکتی ہے۔ اس لیئے قرآن و ایمان دینے کے لیئے محبوب کریم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

(3) ہمارے اعمال کی مقبولیت مشکوک ہے اور محبوب کریم ﷺ و اولیاء اللہ کی مقبولیت یقینی ہے۔ جب مشکوک اعمال وسیلہ بن سکتے ہیں تو یقینی طور پر مقبول بندے بدرجہ اولیٰ وسیلہ ہیں۔

(4) اعمال صالحہ وسیلہ ہیں۔ رب سے ملنے کا اور اعمال کا وسیلہ ابنیاء اولیاء' علماء تو یہ حضرات وسیلہ کے وسیلہ ہوئے اور وسیلہ کا وسیلہ بھی وسیلہ ہے۔ لہٰذا یہ حضرات بھی وسیلہ ہیں۔

(5) محبوب دو جہاں ﷺ سے پہلے تین سو سال تک خانہ کعبہ میں بت رکھے تھے۔ محبوب کریم ﷺ کے دست اقدس سے کعبہ پاک و صاف کیا گیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ کعبہ معظمہ جو خدا تعالیٰ کا گھر ہے وہ بھی بغیر وسیلہ محبوب ﷺ پاک نہ ہو سکا تو تمہارے دل بغیر اس ذات کریم کے وسیلہ کے ہرگز پاک نہیں ہو سکتے۔

(6) اسلام میں پہلے بیت المقدس قبلہ تھا پھر حضور سرکار دو عالم ﷺ کی خواہش پر کعبہ قبلہ بنا تاکہ معلوم ہو کہ وہ قبلہ جو ہزار ہا عبادات کی صحت کا وسیلہ ہے۔ وہ بغیر حضور ﷺ کے قبلہ نہ بن سکا۔ لہٰذا تمہارا کوئی کام بغیر وسیلہ مصطفیٰ ﷺ مقبول نہیں ہو سکتا۔

(7) رب فرماتا ہے: وکونوا مع الصدقین O سچوں کے ساتھ رہو اور سارے سچے اولیاء' علماء وسیلہ کے قائل رہے۔ لہٰذا وسیلہ کا ماننا ہی سچا راستہ

ہے۔

(8) شیطان نے ہزاروں برس بغیر وسیلہ والی عبادات کیں مگر وہ وسیلہ والا ایک سجدہ نہ کیا تو مردود ہوگیا۔ ملائکہ نے وسیلہ والا سجدہ کر کے محبوبیت پائی۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ والی عبادت تھوڑی بھی ہو تو بھی مقبول بارگاہ الٰہی ہے۔

(9) قیامت میں سب سے پہلے تلاش وسیلہ کی ہوگی پھر دوسرے کام یعنی بغیر راحت دو جہاں ﷺ کی شفاعت کے رب تعالیٰ کوئی کام شروع نہ فرمائے گا تاکہ معلوم ہو کہ آخرت میں ہماری عبادتیں ختم ہو جائیں گی مگر وسیلہ پکڑنا وہاں بھی باقی ہے۔

(10) اگر بغیر وسیلہ عبادات درست ہوتیں تو کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ نہ ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے توحید بھی وہی معتبر ہے جو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانی جائے۔ عقلی توحید کا اعتبار نہیں۔ کلمہ طیبہ کے پہلے جز میں توحید ہے اور دوسرے میں وسیلہ توحید۔

(11) نماز التحیات سے اور درود شریف سے مکمل ہوتی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ راحت جاں ﷺ کے بابرکات نام کے بغیر نماز بھی نہیں ہوتی۔ جو اصل عبادت ہے۔

(12) قبر میں مردہ سے تین سوال ہوتے ہیں۔ پہلا سوال توحید کا اور دوسرا دین کا مگر ان دونوں سوالوں کے جواب درست دینے پر بھی بندہ کامیاب نہیں ہوتا اور جنت کی کھڑکی نہیں کھلتی۔ سوال تیسرا یہ ہوتا ہے۔ ماکنت تقول فی حق ھذا الرجل تو اس کالی زلفوں والے ہرے گنبد والے محبوب کو کیا کہتا تھا؟ دیکھ تیرے سامنے جلوہ گر ہیں۔ محبوب کریم ﷺ کا فرمانبردار جواب دیتا ہے کہ یہ میرے رسول میرے نبی ہیں اور میں ان کا امتی ہوں۔ ؎

نکیرو! پہچانتا ہوں ان کو یہ میرے مولا یہ میرے داتا
مگر تم ان سے تو پوچھو اتنا یہ مجھ کو اپنا بتا رہے ہیں

☆ تب بندہ پاس ہوتا ہے اور آواز آتی ہے۔ صدق عبدی افتحوا له بابا من الجنة میرا بندہ سچا ہے اس کے لیئے جنت کا دروازہ کھول دو۔

☆ معلوم ہوا کہ وسیلہ کے بغیر قبر میں بھی کامیابی نہیں ہوتی۔ وہاں اعمال کا ذکر نہیں ہوتا۔ اعمال کا ذکر تو قیامت میں ہوگا۔

(13) دنیا آخرت کا نمونہ ہے کہ یہاں سے حالات دیکھ کر وہاں کا پتہ لگاؤ کہ ایسے ہی وہاں بھی ہوگا۔ اس لیئے قرآن کریم میں دنیا کے حالات سے آخرت پر استدلال کیا گیا ہے۔ دنیا میں اصل فیض دینے والا ایک ہوتا ہے اور اس سے پہلا فیض لینے والا بھی ایک ہی ہوتا ہے پھر وسیلہ کے ذریعہ یہ فیض اوروں تک پہنچتا ہے۔ بادشاہ ایک اس کا وزیر ایک پھر حکام کے ذریعہ اس کے احکام رعایا تک پہنچتے ہیں۔ سورج ایک اس کا وزیر اعظم چاند بھی ایک پھر اس سے فیض لیتے ہیں۔ بے شمار تارے درخت کی جڑ ایک اور اس کا تنہ ایک پھر گدے چند اور شاخیں سینکڑوں اور پتے ہزاروں' ان ہزاروں پتوں میں جڑ کا فیض تنے اور گدوں اور شاخوں کے وسیلہ سے پہنچتا ہے۔ انسان کا دل جو گویا جسم کا بادشاہ ہے۔ وہ ایک اس دل کا وزیر اعظم جگر ایک پھر بہت سی رگیں وسیلہ کے طور پر جسم میں پھیلی ہوئی ہیں۔ جن سے جسم کا ہر حصہ دل کا فیض لیتا ہے۔

☆ پس اس طرح رب تعالیٰ شہنشاہ اعلیٰ احکم الحاکمین ایک اور محبوب اعظم راحت جاں ﷺ بھی ایک جو رب تعالیٰ سے فیضل لیتے ہیں۔ پھر اولیاء' علماء' وسیلہ کی طرح عالم میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جن کے ذریعے رب کا فیض عالم کے ذرہ ذرہ میں پھیل رہا ہے۔ ان کو چھوڑنے والا رب کا فیض حاصل نہیں کر سکتا۔

14 جب کمزور قوی سے فیض لینا چاہے تو درمیان میں ایسے وسیلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو قوی سے فیض لینے اور کمزوروں کو فیض دینے پر قادر ہو اگر روٹی کو گرم کرنا ہے تو درمیان میں توے کی ضرورت ہے اور اگر سورج کو دیکھنا ہے تو بیچ

میں اس ٹھنڈے شیشہ کی ضرورت ہے جو سورج کی تیز شعاعوں کو ٹھنڈا کر کے آنکھ کے دیکھنے کے قابل بنا دے۔ اللہ تعالیٰ قوی ہے۔ ان اللہ قوی عزیزO اور تمام بندے کمزور اور ضعیف خلق الانسان ضعیفاO ناممکن تھا کہ کمزور اور ضعیف بندہ بلاواسطہ غالب قوی رب سے فیض لے لیتا۔ روئی نار سے بلاواسطہ فیض لینے سے مجبور و معذور ہے تو ہم کمزور نور مطلق سے فیض لینے سے معذور ہیں۔ اسی لیئے خالق و مخلوق' رب و مربوب کے درمیان ایک ایسے برزخ کبریٰ کی ضرورت تھی۔ جو رب سے فیض لینے اور مخلوق کو فیض دینے پر قادر ہو۔ ادھر رب اعلان کرے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی نبی کا کلام رب کا فرمان ہوتا ہے۔ ادھر وہ برزخ کبریٰ انما انا بشر مثلکم کہہ کر بندوں کو اپنی طرف مائل فرمائے کہ اے لوگو گھبراؤ نہیں۔ میں تم جیسا ہی بشر ہوں۔ فرشتہ یا جن وغیرہ کی جنس سے نہیں ہوں۔ اسی وسیلہ عظمیٰ کا نام محمد مصطفیٰ ﷺ ہے۔؎

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل
خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

(15) اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کا وسیلہ پکڑنا برا اور ناجائز ہے تو نماز بھی منع ہونی چاہیئے کیونکہ بالغ مردہ کے لئے ہم وسیلہ بن کر دعا کرتے ہیں۔ اللھم اغفر لحینا و میتنا اور نابالغ مردہ کو ہم اپنا وسیلہ بناتے ہیں اور دعا کرتے ہیں: اللھم اجعلہ لنا فرطا واجعلہ لنا اجرا و ذخرا وجعلہ لنا شافعا و مشفعا

☆ خدایا! اس بچہ کو قیامت میں ہمارا پیش رو بنا کہ ہمیں جنت میں لے جائے اور ہمارے لیئے ثواب کا وسیلہ اور نیکی کا ذخیرہ بنا اور اسے ہمارا سفارشی بنا۔ نماز جنازہ وسیلہ پر ہی قائم ہے۔

(16) مسجد نبوی شریف میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار ہے کیوں؟ کیا دوسری مسجدیں خدا کا گھر نہیں ہیں؟ صرف اسی لیئے یہ ثواب بڑھا کہ اس میں محبوب کریم

ﷺ آرام فرمارہے ہیں۔ اسی طرح مسجد بیت المقدس میں کئی ہزار پیغمبر جلوہ گر ہیں۔ کعبہ میں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ۔ اس لیئے کہ وہ حضور پرنور ﷺ کا مقام پیدائش ہے اور وہاں بیت اللہ چاہ زم زم اور مقام ابراہیم ہے۔ ان کے وسیلہ سے ثواب زیادہ ہوگیا وسیلہ والی عبادت کا درجہ زیادہ ہے۔

(17) اور مسجدوں میں پہلی صف کا درجہ زیادہ۔ مگر مسجد نبوی میں تیسری صف کا ثواب بڑھ کر، اور مسجدوں میں صف کا داہنا حصہ افضل مگر مسجد نبوی شریف میں صف کا بایاں حصہ افضل کیوں؟ اس لیئے کہ تیسری صف روضہ شریف سے قریب تر ہے اور روضہ پاک مصطفےٰ ﷺ کی بائیں طرف ہے۔ جیسے جسم میں دل، اب بائیں طرف کھڑے ہونے میں روضہ پاک سے زیادہ قریب ہوگا اور جتنا زیادہ قریب اتنا ثواب زیادہ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات مقبولیت کے لیئے وسیلہ عظمیٰ ہے۔

(18) بزرگوں کا وسیلہ اور محبوب دو جہاں ﷺ کا علم غیب یہ ایسے مسائل ہیں جن کے مسلمان تو کیا کفار منافقین بلکہ جانور بھی قائل تھے۔ دیکھو! فرعون پر جب عذاب آتا تھا تو موسیٰ علیہ السلام سے دعا کراتا تھا۔ ابو جہل وغیرہ کفار قحط اور دیگر مصیبتوں میں حضور سرور کونین ﷺ کے پاس دعا کے لیئے آتے تھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے: و قالو یاایها الذین الساحر ادع لنا ربک بما عهد عندک لئن کشفت عنا الرجز (الخ)

☆ فرعون نے ڈوبتے وقت کہا: امنت برب موسی و ہارون جانور مصیبت میں محبوب کریم ﷺ کے پاس فریاد لاتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ فریاد رس ہی سرکار ﷺ ہیں۔

(19) اگرچہ ریل ساری لائن سے گزرتی ہے مگر ملتی اسٹیشن پر ہی ہے۔ ایسے ہی رب کی رحمت کے اسٹیشن انبیائے کرام اور اولیائے عظام ہیں۔ اس لیئے ان کے پاس جاؤ! رب تعالیٰ فرماتا ہے: ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جائوک

(الخ) یہی وسیلہ ہے۔

(20) بادشاہ کی خاطر عمدہ جگہ' اعلیٰ ہوا اور دیگر تکلفات کا انتظام ہوتا ہے جو بادشاہ کے پاس آکر بیٹھ جاوے تو وہ بھی ان چیزوں سے فائدہ اٹھالیتا ہے۔ ایسے ہی جہاں اللہ تعالیٰ کے پیارے ہوتے ہیں۔ وہاں رب کی رحمت کے پنکھے چلتے ہیں۔ جو ان کی بارگاہ میں اخلاص سے حاضر ہو جائے وہ بھی اس سے فائدہ اٹھالیتے ہین۔ یہی وسیلہ ہے۔ اسی لیئے بزرگوں کے مزارات کے پاس گنہگار اپنی قبریں بنواتے ہیں۔ مسجدیں تیار کراتے ہیں۔ وہ عبادات کرتے ہیں تاکہ ان کے طفیل بخشش ہو اور نماز زیادہ قبول ہو۔

(21) اگر معمولی کام کا تعلق پیغمبر سے ہو جائے تو اچھا بن جاتا ہے اور اگر اچھے کام کا تعلق پیغمبر سے نہ ہو تو برا ہو جاتا ہے۔ نفس اور نام کے لیئے لڑنا فساد کہلاتا ہے اور حضور پر نور ﷺ کی عظمت کے لیئے لڑنا جہاد کہلاتا ہے۔ فساد گناہ اور جہاد اعلیٰ عبادت ہے۔ قابیل اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں سے قریبا" ایک قسم کا قصور ہوا لیکن قابیل کے قصور کی بنا عورت کی محبت تھی اور ان کے قصور کی بنا نبی کی محبت پر۔ یہ چاہتے تھے کہ یوسف علیہ السلام کو علیحدہ کراؤ تو حضرت یعقوب علیہ السلام ہم سے محبت کریں گے۔ للذا نتیجہ میں یہ فرق ہے کہ قابیل تو مردود مرا اور یہ لوگ محبوب بن گئے کہ انہیں تاروں کی شکل میں حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ معلوم ہوا کہ وسیلہ پیغمبر اعلیٰ چیز ہے۔

خاتمہ: حقیقت یہ ہے کہ وہابیوں' دیوبندیوں کو خدا نے گمراہ کر دیا۔ ان کی شامت آگئی ہے اس لیئے تمام وسیلوں سے منہ موڑ رہے ہیں جسے خدا ہدایت دیتا ہے وہ ولی اور مرشد کے دامن میں رہتا ہے اور جسے رب گمراہ کرتا ہے اس کا نہ ولی' نہ مرشد۔ رب فرماتا ہے: ومن یضلل فلن تجدلہ ولیا مرشداO جسے رب گمراہ کردے اس کے لیئے نہ تو تم کوئی ولی پاؤ گے' نہ مرشد۔ یہ بے پیرے بے نورے درگاہ الٰہی سے نکالے ہوئے ہیں۔ یہ ساری

باتیں اسی سبب سے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر نئے مذہب سے بچیں اسی راستے پر رہیں جو اب تک اللہ کے نیک بندوں کا ہے۔ بے سمجھے بوجھے قرآن کا ترجمہ گمراہی کا راستہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یضل به کثیرا و یهدی به کثیراO رب تعالیٰ اس قرآن سے بہت لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور بہت کو گمراہ کر دیتا ہے۔ ہدایت ملنے کا ذریعہ صرف یہی ہے کہ اچھوں کے ساتھ رہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایها ال نوا اتقوا الله و کونوا مع الصادقینO اے مسلمانوں! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ ہمیں سورۃ فاتحہ میں یہ دعا مانگنے کی ہدایت فرمائی۔ اهدنا الصراط المستقیمO صراط الذین انعمت علیهم اے مولیٰ! ہمیں سیدھے راستے کی ہدایت دے (یعنی قائم رکھ) ان بندوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام کیا۔ یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صلحا کے راستہ پر قائم رکھ۔ آج ہر چکڑالوی، ہر قادیانی، ہر دیوبندی، ہر بے دین قرآن کریم بغل میں دبائے پھر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ قرآن کی رو سے میں سچا ہوں جیسے کہ یزیدیوں نے بے سوچے سمجھے نفسانی خواہش سے قرآن پڑھ کر امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور امام حسین رضی اللہ عنہ پر یہ آیت چسپاں کی نقاتلو التی تبغی حتی تفی الی امر الله یعنی جو بادشاہ اسلام سے باغی ہو جائے اس سے جنگ کرو جہاں تک کہ رجوع کرے۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو تو باغی اور یزید پلید کو بادشاہ اسلام بنایا۔ غرضیکہ بے سمجھے قرآن کے ترجموں نے بہت لوگوں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔ اگر چاہتے ہو کہ دنیا سے ایمان سلامت لے جاؤ تو اسی راستہ پر چلو جو اولیائے کرام اور علمائے عظام کا رستہ ہے اور اسی میں دین و دنیا کی بھلائی ہے۔ وما علینا الا البلاغ المبین

حسن ترتیب

انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے تیرا   ہاتھ میرا ہے مگر اس پر کرم ہے تیرا

چیف آرگنائزر بزم عشاق

حضرت علامہ حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی کی عالمانہ، عارفانہ، عاشقانہ چند تحریریں

معجزات محبوب ﷺ	اسلاف کا جذبہ ایثار	وسیلتنا فی الدارین
عشق کی باتیں	اسلاف کا اخلاق	وبالوالدین احسنا
عشق است امام من	اسلاف کا شوق علم	بخشش کے بہانے
حقیقت انساں	شمس الضحیٰ	عاشقانہ تقریریں
دیوان عشق	صاحب الجود والکرم	عشق خیرالوریٰ ﷺ
راحت جاں ﷺ	اسلام میں دل جوئی کا مقام	پیام محبت
پیکر حسن و جمال	اسلام میں دل شکنی جائز نہیں	وہ مصور کیسا ہوگا جس کی یہ تصویر ہے
پیکر جمال و کمال	کیا حضور اکرم ﷺ کے وسیلہ سے مانگنا جائز ہے؟	اہل دل
نور الھدیٰ	جب بھی مانگو حضور ﷺ کے وسیلہ سے مانگو	آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری
عجب چیز ہے لذت آشنائی	وسیلہ محبوب ﷺ	تجھے اہل ایماں سلام کہتے ہیں

ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ
پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد